ہندوستان بھر میں سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کرنے والا واحد اور اکیلا اخبار - رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶

نور

قادیان دارالامان سے ہر ماہ کی ۱-۸-۱۶-۲۴ کو شائع ہوتا
مورخہ ۱۷ جون ۱۹۱۶ء مطابق ... ۱۳۳۴ء

جلد ۷ | ایڈیٹر محمد یوسف - سابق سورن سنگھ ودوان | نمبر ۱۵-۱۶ ... ۱۹۱۶ء

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت بیان کرنا۔
(۲) آریوں اور عیسائیوں کے حملوں سے اسلام کو بچانا
(۳) الزامات کی گرد و غبار کو اسلام کے منور چہرہ سے بدلائل عقلی و نقلی دور کرنا۔
(۴) حضرت باوا نانک کی تعلیم کو سکھ صاحبان میں پہنچانا اور انہیں اسلام کی دعوت دینا۔
(۵) گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی ۔

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے ۲ ، ششماہی ۱ ، امرائے عظام سے قیمت ۵ ،
ایسے اصحاب کے اسمائے گرامی اخبار کے سرپرستوں کی فہرست میں درج ہونگے
اس کے علاوہ جو کچھ دیں وہ عطیہ تصور ہوگا۔

KHILAFAT LIBRARY

سوانحعمری باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ

ضخامت ۲۴۴ صفحہ ... مجلد

شروع پیدائش سے لیکر تا دم آخر باوا صاحب کے تفصیلی حالات درج ہیں۔ یہ اس ولی اللہ کی سوانحعمری ہے جس نے آج سے چار صدی پیشتر ہندوؤں کے گھر میں پیدا ہو کر ہندوؤں کے ان مایۂ ناز عقاید ۱۔ وید اور پران ۲۔ ہندوؤں کے تیرتھ و مقدس مقامات ۳۔ زنار ۴۔ مورتی پوجا ۵۔ مسئلہ اوتار ۶۔ چھوت چھات ۷۔ دیوی دیوتا کی پوجا۔ غرضیکہ ہندوؤں کے کل مسلّمہ عقاید کی تردید کی۔ اور برخلاف اس کے توحید، کلمہ طیبہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، ملائکہ پر ایمان، قیامت پر ایمان۔ غرضیکہ مسلمانوں کے کل مسلمہ اور معتبر عقاید کی نہ صرف زبان سے تائید کی بلکہ عملی نمونہ سے اسلام کے ان مسلمہ عقاید پر عمل پیرا ہوئے۔ ایک ایک عقیدہ کے لئے گرنتھ صاحب کی اور دولاں بھائی گورداس جی ایسی مسلمہ و معتبر کتب کے متعدد و زبردست اقوال پیش کئے گئے ہیں۔

اس وقت صوبہ پنجاب کے علاوہ ہندوستان میں بھی باوا صاحب کے لاکھوں عقیدتمند ہیں جن میں یہ سوانحعمری انشاء اللہ تعالےٰ اشاعت اسلام کے لئے بہترین ذریعہ ہے اس کتاب کی تیاری کیلئے ہزار ہا صفحات پر دیدہ ریزی کرنی پڑی ہے اور کمال محنت سے یہ کتاب تیار کی گئی ہے۔ ۱۸×۲۲ کے سائز پر ۲۴۴ صفحات کی کتاب لکھائی، چھپائی اعلیٰ، کاغذ عمدہ۔ باوجود ان خوبیوں کے قیمت صرف ۱۲ ، مجلد ۱۴ ،

فتح مبین

وہ مباحثہ جو ۱۲ مارچ ۱۹۱۶ء کو نواں شہر میں آریہ سماج کے ایک بڑے بھاری پنڈت سے خاکسار ایڈیٹر نور کا ہوا۔ جس میں اللہ تعالےٰ نے "فتح مبین" عطا فرمائی۔

اللہ تعالےٰ نے ہمیں اسقدر کامیابی اور نصرت عطا فرمائی۔ کہ مباحثہ کے ختم ہونے پر عین پنڈال میں سردار بسنت سنگھ صاحب اور دیگر سکھ اور سناتن حاضرین نے بآواز بلند یہ کہا۔ کہ مسلمان جیت گئے۔ خود آریہ صاحبان نے اپنی کمزوری کا اعتراف کیا۔ اب یہ بےنظیر مباحثہ کتابی صورت میں شائع ہو گیا ہے۔ یہ مباحثہ کیا ہے سمجھو کہ آریہ مذہب کی کل مسلمہ کتب کا بہترین خلاصہ ہے۔ آریہ سماج کی مسلمہ کتب سے اس امر کو آشکارہ کیا گیا ہے۔ وید کے دھرم میں نجات ناممکن از روئے وید گوشت خوری جائز، نکاح ثانی اور نیوگ کے مقابلہ کے بعد خود آریہ صاحبان کی شہادتوں سے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ نیوگ ... عمل اور نکاح ثانی عین فطرت کے مطابق قرآن کریم و وید کا مقابلہ نہایت احسن طریقہ سے کر کے یہ امر ظاہر و ثابت کیا گیا ہے کہ صرف قرآن شریف ہی قابل عمل ہے۔ جو بنی نوع انسان کے لئے نجات دائمی کا ذریعہ ہے۔ اگر آپ اسلام اور آریہ مذہب کا ہو بہو فوٹو دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو آپ اس مباحثہ کو ضرور ملاحظہ فرماویں۔ اس کی خوبیوں کی اس سے بڑھکر اور کیا دلیل ہوگی۔ کہ سردار بسنت سنگھ اور دیگر غیر مسلم صاحبان نے اس امر کو بآواز بلند کہدیا۔ کہ مسلمان جیت گئے۔ خود سکرٹری آریہ سماج کو یہ کہنا پڑا۔ کہ ہمارا پنڈت جواب نہیں دے سکا۔ ... صفحات ... قیمت ۴

ملنے کا پتہ: منیجر اخبار نور قادیان

(اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام حافظ مظفر الدین صاحب چھپکر شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نے قادیان سے شائع ہوا)

نوٹ ۔ نکات ۔ رائیں

قرآن کریم کا گورمکھی ترجمہ ۔ قرآن کریم کے گورمکھی ترجمہ (اسوقت تک) کے پہلے پارہ کی خریداری کے لئے حسب ذیل درخواستیں موصول ہوئی ہیں ۔

ایک نام کی پرواہ نہ کرنے والے	۱۰۰ عدد
شیخ ہاشم علی صاحب گرداور قانونگو سے	۲۰ عدد
میاں ناصرالدین سکرٹری جماعت احمدیہ ہانگ ٹاونچے	۱ "
میاں عنایت اللہ مدرس ضلع گوجرانوالہ ۔	۱ "
میاں گلاب الدین احمدی چک ۹۱	۱ "
میاں الطاف حسین احمدی قصبہ انجولی ضلع میرٹھ ۔	۱ عدد

صرف بالضد پیشگی درخواستوں کا مطالبہ کیا گیا تھا ۔ کہ ۱۲۴ ہیں اسوقت تک صرف ۱۲۴ وصول ہوئیں ۔ ۳۷۶ باقی ہیں ۳۷۶ اور درخواستیں آنے پر پارہ مطبع میں طبع کے لئے بھیجدیا جائیگا ۔ بہی خواہان ملت کے آگے اور ۳۷۶ کا مطالبہ کوئی بڑا مطالبہ نہیں ہے ۔ پہلے پارہ کی چھپوائی پر ایکہزار کے قریب خرچ آئیگا ۔ کاغذ گراں ہے ۔ اور عربی متن لیتھو میں چھپیگا ۔ اور گورمکھی ٹائپ میں ۔ گویا طبع کا ڈبل خرچ دینا پڑے گا ۔ سکھ صاحبان نے محض ہمارے مقابلہ کے لئے قرآن کریم کا گورمکھی ترجمہ از سرتاپا غلط کر کے قرآن کریم کی مطہر تعلیم کے لئے غلط فہمی پھیلانی چاہی ہے ۔ اور اسکی کل لاگت جو غالباً تین چار ہزار سے زیادہ ہی ہوگی ۔ صرف ایک سکھ نے اپنی گرہ سے دی ہے ۔ تو کیا اسکے مقابلہ میں بہی خواہان ملت کی طرف سے بالضد پیشگی درخواستیں بھی نہیں آسکیں گی جس سے مجھے ترجمہ مطبع میں بھیجنے کا حوصلہ پڑسکے ۔ خدا اس کارخیر میں ہر ایک مومن کو شریک ہونے کی توفیق دے ؛

ایک سکھ اخبار پردہ کی حمایت میں ۔ پردہ مستورات نسوان کے لئے ایک نہایت ضروری چیز ہے ۔ ایک وقت تھا جبکہ غیر ادیان والے پردہ کو قید خانہ کا مترادف سمجھا کرتے تھے مگر حق اپنا لوہا منوائے بغیر نہیں رہتا ۔ وقت آیا کہ غیر مسلم احباب کو بھی اسی کی سختی سے احساس ہونا شروع ہوا کہ مستورات کے لئے پردہ ایک ضروری چیز ہے ۔ چنانچہ خالصہ اخبار لاہور اپنے ۱۹ مئی کے پرچہ میں بہ عنوان دیگر کر بیٹی لکھی عورت کی طرف سے ہر وقت یہ آواز کان میں پڑتی ہے ؛

سہی نہ جاتی یہ بھاری مصیبت ٭ پردہ کو فوراً اٹھاؤ ہیر کے پیارے
دو تو وقت ہوا خوری کراؤ ٭ نہ گھر میں ہی قیدی بناؤ پیارے
صبح و شام خشن پر چڑھا کر ٭ ٹھنڈی سڑک پہ گھماؤ پیارے

خالصہ اخبار کا یہ احساس نہایت مبارک ہے ۔ اگر صبح کا بھولا شام کو گھر آجائے ۔ تو اُسے بھولا نہ کہنا چاہیئے ؛

دیکھیں آریہ سماج آریہ گزٹ کے مشورہ کو مانتی ہے یا نہیں آریہ گزٹ اپنے ۲۹ اگست کے پرچہ میں لکھتا ہے کہ میں پھر کہتا ہوں ۔ کہ منش کیرت گرنتھوں اور آدرش پستکوں کے منش کیرت ترجموں کو بھی چاہے وہ کسی نے کئے ہوں ۔ یکدم تلانجلی دیدو تب ہی تمہاری ترقی ہے ۔ دیکھیں آریہ مذہبی سبھا نے جو ستیارتھ پرکاش کا اردو ترجمہ کیا ہے ۔ اسکے متعلق تو ہم کچھ نہیں کہتے ۔ کیا ہمیں امید رکھنی چاہیئے ۔ کہ سوامی دیانند کے وید بھاشیں کو بقول آریہ گزٹ آریہ صاحبان تلانجلی دینے کے لئے تیار ہوں گے ۔ کیونکہ آریہ گزٹ کے نزدیک یہی ترقی کی راہ ہے ۔ بہتر ہو اگر اس کی پہل آریہ گزٹ پارٹی کی طرف سے شروع ہو ؛

لارڈ کچنر کے ڈوبنے پر حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے ہمدردی کا تار یہ نہایت افسوس وہ خبر پاکر کہ لارڈ کچنر روس جاتے ہوئے سمندر میں غرق ہوگئے احمدیہ سکیشن کے واجب الاحترام امام حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی طرف سے ہمدردی کا جو تار حضور وائسرائے ہند اور جناب لفٹنٹ گورنر صاحب پنجاب کی خدمت میں روانہ کیا گیا اسکا ترجمہ یہ ہے ۔ "میرے تمام مرید لارڈ کچنر کی وفات حسرت آیات کی خبر سنکر افسوس ناک ہوئے ہیں ۔ اور درد دل سے اظہار رنج کرتے ہیں ۔ اور گورنمنٹ کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں" ؛

KHILAFAT LIBRARY

ایک تت خالصہ اور جوشیلے آریہ کی دوستی ۔ بھائی تخت سنگھ جی سکھ کنیا مہاودیالہ فیروزپور کے مالک ہیں جنکی وجہ سے سکھوں میں وہ زیادہ احترام کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں اور مہاشہ رام دیو پروفیسر گورو کل کانگڑی نہ صرف جوشیلے آریہ ہیں ۔ بلکہ مہاتما منشی رام کے بعد گوروکل کانگڑی کی گورنری کا قرعہ بھی ان کے نام پڑ رہا ہے ۔ گویا کہ اگر بھائی تخت سنگھ صاحب ایک تت خالصہ ہیں ۔ تو مہاشہ رام دیو ایک جوشیلے آریہ ۔ مگر یہ "تت" اور "جوش" ایک دوسرے سے گورو پریم کرنے میں ایک طرفۃ العین کے لئے بھی حارج نہیں ہو سکا ۔ یہ سچ ہے ۔ کہ سکھ اور آریہ عقاید میں زمین و آسمان کا فرق ہے ۔ اور یہ اُس سے بھی زیادہ سچ ہے ۔ کہ سوامی دیانند صاحب نے شری گورو نانک دیو کے متعلق جو الفاظ ستیارتھ پرکاش میں استعمال کئے ہیں ۔ وہ نقل کفر کفر نباشد کی ڈھال لیتے ہوئے بھی نقل کرنے سے عاجز ہیں ۔ ان ہر دو بزرگان قوم کے اخلاق علوی کے سامنے یہ زمین و آسمان کا فرق اور یہ ستیارتھ پرکاش کے لکھے الفاظ ایک دوسرے کی دوستی میں پرکاہ کے برابر بھی روک پیدا نہیں کر سکے ۔ چنانچہ سکھ کنیا مہاودیالہ فیروزپور کا آرگن پنجابی بھین اس غیر معمولی پریم کو بدیں الفاظ اہمیت دیتی ہے "پیارے ویر رام دیو جی بی اے پروفیسر گوروکل کانگڑی ۔ شریمان بھائی صاحب بھائی تخت سنگھ کے بڑے پریمی ہیں" ۔ جلد ۴ نمبر ۲ و ۳ بابت جون و جولائی ۱۹۱۰ء ۔ ہم بھی اس غیر معمولی پریم کی تعریف کرتے ہوئے بھائی لائل گزٹ کو تہ دل سے مبارکباد عرض کرتے ہیں ؛

توحید قرآن شریف میں ہے یا ویدوں میں ۔ راجہ رام جی شاستری رسالہ جیون میں لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کا دعوے ہے کہ خدا ایک ہے ۔ مگر ویدوں میں ان خیالات کا بڑے زور سے اظہار کیا گیا ہے ۔ دیکھو اتھروید ادھیائے ۱۳ منتر ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ ۔

نوٹ ۔ صحیح درست اگر ویدوں میں توحید کا گیان ہے ۔ تو چشم ما روشن دل ما شاد ۔ توحید کا شبد سنکر ایک مسلمان سے بڑھکر بھلا اور کس کو خوشی ہو سکتی ہے ۔ مگر اس میں ایک اور قابل غور سوال ہے کہ شاکت مت والے جو شراب پینے اور زناکاری کو ہی اپنا دھرم سمجھتے ہیں ۔ وہ بھی ویدوں کو ہی اپنے اس گیان کا سرچشمہ بتلاتے ہیں ۔ کپال متی اور سرب بھکشک بھی ویدوں سے ہی اپنے خیالات کی سند لاتے ہیں ۔ تینتیس کروڑ دیوتاؤں کی پوجا کو کرنے والے سناتنی دھرم والے بھی ویدوں ہی سے اپنے خیالات کا استنباط کرتے ہیں ۔ مگر مسلمانوں کا کوئی فرقہ سوائے توحید کے قرآن کریم سے اور کوئی خیال حاصل نہیں کرے گا ۔ یہ فرق ہے ویدوں کی سکشا اور قرآن کریم کی تعلیم میں ۔ اب خود سمجھ لو ۔ کہ وید اور قرآن میں سے کس میں توحید ہے ۔ عیاں را چہ بیاں ۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اخبار نور

KHILAFAT LIBRARY

قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ جولائی سنہ ۱۹۱۶ء

بنگال کے روحانی چاند کا تعلق اسلام کے روحانی سورج سے

پچھلے دنوں مجھے اپنے معزز دوست مولوی عطاالرحمن صاحب ایم۔ اے پروفیسر راج شاہی کالج سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ اثناء گفتگو بنگال کی مذہبی حالت کا تذکرہ چل پڑا میں نے کہا کہ بنگال میں برہم دہرم کا بہت زور ہے اور بنگال برہم ازم کا گہوارہ ہے پر پروفیسر موصوف نے فرمایا۔ کہ آج کل شری رام کرشن پرمہنس کے خیالات اور عقائد بڑی تیزی سے بنگال میں پھیل رہے ہیں۔ برہم دہرم اور سناتن مذہب غرضیکہ ہندوؤں کے جس قدر دیگر ادیان ہیں۔ وہ سب کے سب شری رام کرشن پرمہنس کے خیالات اور عقائد کے سامنے ماند پڑ رہے ہیں۔ حقیقتاً اس وقت ہندوؤں کے دلوں پر شری رام کرشن پرمہنس کے خیالات ہر طرح سے فتح پا رہے ہیں۔ جب میں نے اپنے معزز دوست کی زبان سے یہ سنا۔ تو وہیں میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ شری رام کرشن پرمہنس کے عقائد کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے وہ خدا کا بندہ جس نے اپنی لب مسیحائی سے تمام بنگال کو ایک زبردست جھٹکا دیدیا اور اس کی گیان اور ویک کے اوپدیش سے ہندوؤں نے ہزارہا سالوں کے قدیمی خیالات کو پرانی اور میلی چادر کی طرح پرے پھینک دیا ضرور غور کرنا چاہیئے کہ اس خدا کے بندے میں کس قدر قوت مقناطیسی تھی اور یہ قوت جاذبہ اس نے کہاں سے حاصل کی اس لئے میرے دل میں ایک زبردست لہر پیدا ہوئی کہ ضرور اس شخص کی سوانح اور حالت زندگی پر غور کرنا چاہیئے۔ اس نیک خیال کو لیکر جب میں نے مختلف کتب کی اوراق گردانی شروع کی تو ایک جگہ بابو اربندو گوش کی تقریر میں شری رام کرشن پرمہنس کے متعلق یہ فقرات میری نظر سے گذرے

"بنگال میں مذہبی حقائق کا سیلاب آگیا تھا یہاں ایسے لوگ پیدا ہوئے کہ اگر ان میں خدا کا ایسا عقیدہ نہ ہوتا تو تعلیم یافتہ لوگ ان کو ہرگز قبول نہ کرتے۔ کیونکہ ان کی طرز بود و باش مغربی تعلیم اور تقلید سے بالکل معرا تھی۔ مگر خدا نے ان کی آنکھیں کھولدیں۔ ایسے لوگوں میں سے ایک آدمی جس کا بنگال میں سب سے زیادہ اثر تھا۔ اور جس نے بنگال کی از سر نو ترقی میں سب سے بڑھ کر حصہ لیا ہے وہ بالکل ان پڑھ شخص تھا۔ جو نہ لکھ سکتا تھا اور نہ پڑھ سکتا تھا وہ ایسا شخص تھا کہ لوگ اس کو دنیا کے لیئے بالکل نکما کہہ سکتے تھے۔ مگر اس میں یہ روحانی خاصیت موجود تھی کہ وہ خدا پر بھروسہ اور اعتقاد رکھتا تھا۔ وہ ایسے زندگی بسر کرتا تھا۔ کہ اکثر لوگ اس کو پاگل کہتے تھے۔ اس کو کوئی ذہنی تعلیم حاصل نہ تھی۔ اس میں کوئی ظاہری تہذیب نہ تھی۔ وہ دوسروں کی خیرات پر بسر کرتا تھا۔ ایسے شخص کو اگر انگریزی پڑھے ہندوستانی سوسائٹی کے لئے سوگٹ کہینگے تو غیر مفید ضرور کہینگے ایک انگریزی پڑھا اس کو کہہ سکتا ہے کہ وہ جاہل شخص ہے وہ کیا جانتا ہے وہ ہم کو کیا سکھا سکتا ہے کیونکہ جو کچھ مغرب سکھلا سکتا ہے۔ میں سب گھول کر پی چکا ہوں۔ مگر خدا خوب جانتا ہے کہ وہ کیا کر رہا تھا اس نے اس شخص کو کلکتہ میں دکشنیشر کے مندر میں بھیجدیا۔ اور وہاں چپ بیٹھے۔ القصہ سب اطراف کے تعلیم یافتہ لوگ وہ لوگ جو یورپ کی ہر قسم کی تعلیم کے مخزن تھے۔ اور یونیورسٹیوں کے لئے باعث عزت و فخر تھے

اس فقیر کے قدموں پر آگرے۔ اور اس وقت بنگال کو اپنی روحانی زندگی کا احساس سختی سے شروع ہو گیا"

جب ہم اربندو گوش کی تقریر میں رام کرشن پرمہنس کے متعلق یہ الفاظ دیکھتے ہیں۔ تو ہم اور بھی چونکے ہو جاتے ہیں کہ ایسے شخص کی زندگی سے ہمیں کون کون سے نصائح اور روحانی گیان یا معرفت کے علوم مل سکتے ہیں جس نے بنگال کے تعلیم یافتہ طبقہ کو کشاں کشاں اپنی طرف کھینچ لیا جس نے ہزار ہا سال کے سناتن دہرم اور سینکڑوں سال کے برہم ازم کو جس کی جڑیں یقیناً پاتال تک پہنچ چکی تھیں۔ اور جس کا اثر بنگال کے نوجوانوں اور بڈھوں اور بالوں پر یکساں تھا۔ اور جو برہم ازم کو دیگر ہندو ادیان پر ترجیح دیتے تھے۔ مگر رام کرشن پرمہنس کے زندگی میں وہ کونسی خوبی وہ کونسی جدت وہ کونسی قوت جاذبہ وہ کونسا مقناطیسی اثر اپنا کام کر رہا تھا کہ جس نے باوجود ان پڑھ ہونے کے باوجود مغربی و مشرقی تعلیم سے بالکل ناآشنا ہونے کے پھر سناتن دہرم اور برہم ازم کو بنگال میں قطعی شکست دیدی اور بقول مسٹر اربندو گوش کے مغربی تعلیم کے مخزن اور یونیورسٹیوں کے مایہ ناز اور باعث فخر و عزت گریجویٹوں نے اس ان پڑھ شخص کے قدموں پر سر رکھدیئے مسٹر ویم ڈگی اپنی کتاب پراسپرس برٹش انڈیا میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

"گذشتہ صدی میں انگریزی عالم فاضل غالباً رابرٹ براؤننگ اور جان رسکن تھے لیکن اگر ان کا مقابلہ بنگال کے ناتعلیم یافتہ اور امی رام کرشن کے ساتھ کیا جائے تو ان کی کچھ حقیقت دکھائی نہیں دیتی جس نے باوجود تحصیل علوم مروجہ سے بے بہرہ ہونے کے ایسا کام کیا کہ تمام بنگال کو روحانی لگن کی چنگاری سے سلگا دیا اور خدا کی ہستی تھکے ماندے شخصوں پر آشکار کر دی . . . ."

ان امور سے صاف ظاہر و واضح ہوتا ہے کہ رام کرشن

پرمہنس کوئی معمولی قابلیت کا انسان نہ تھا۔ بلکہ اس میں ایک خاص طاقت کام کر رہی تھی۔ جس نے باوجود ان پڑھ ہونے کے بڑے بڑے تعلیم یافتوں کو پڑھایا اس لئے آؤ آج ہم اس کی زندگی پر غور کریں کہ اس کی زندگی ہمارے سامنے کون کون سے مفید اسباق رکھتی ہے ضلع ہوگلی میں جہاں آباد سے چار میل جانب غرب اور بردوان سے ۳۲ میل جانب جنوب کمار پوکر ایک گاؤں ہے جہاں زیادہ تر چھوٹی ذات کے لوگ رہتے تھے۔ اور اس گاؤں میں صرف ایک گھر اونچی ذات کے برہمن کا تھا۔ اس کا نام خودی رام چیٹرجی تھا۔ اس کے دو بیٹے اور بیٹیاں تھیں۔ خودی رام راست گو اور ایماندار تھا۔ لوگ اس کی بہت عزت کرتے تھے اور بڑے ادب پیش آتے تھے اس کی بی بی چندرمنی دیوی بڑی نیک پارسا اور رحم دل عورت تھی۔ کسی غریب کو دیکھتی تو اس کے دل میں رحم آجاتا۔ اور حتی المقدور اس کی دستگیری کرتی۔ ایک رات پنڈت خودی رام کو گدا دہر جی (وشنو دیوتا) دکھائی دیا۔ اور اسے بشارت دی کہ میں تمہارے گھر جنم لونگا۔ سچ مچ ۲۰ فروری ۱۸۳۶ء کو اس کے گھر لڑکا پیدا ہوا جس کا نام اس کے باپ نے وشنو کے نام پر گدا دہر رکھا ٭

ان کی صورت بچپن میں ہی ایسی بھولی بھالی تھی۔ کہ گاؤں کی عورتوں کو گدا دہر سے بہت محبت تھی۔ عورتیں گدا دہر سے بڑی محبت کرتی تھیں اور اکثر کھانے پینے کی چیزیں گدا دہر کے لئے تیار رکھتی تھیں گدا دہر کو بچپن میں ہی کرشن اور رام چندر کی سوانح اور حالات سننے کا بڑا شوق تھا۔ حافظہ بڑا غضب کا تھا۔ کرشن اور رام چندر کی سوانح انہیں بخوبی زبانی یاد تھیں والدین نے مدرسہ میں پڑھنے کے لئے ڈالا مگر ان کی طبیعت میں ایسی آزادی تھی۔ کہ وہ کچھ بھی نہ پڑھ سکے۔ بچپن سے ہی انہیں فقراء اور سادھو لوگوں کی صحبت سے مستفیض ہونیکا بڑا شوق تھا۔ اور وہ یقین رکھتے کہ یہ فقیر منش ہے یا چیلان ہر ایک فقیر مہاتماؤں کی صحبت سے مستفیض ہونے کے لئے ہر وقت آمادہ رہتے تھے ۱۸۵۲ء میں کلکتہ کی مشہور رانی راسمنی نے ایک مندر بنوایا اور گدا دہر کے بڑے بھائی اس مندر کے مہنت مقرر ہوئے ایک دفعہ گدا دہر اس مندر میں بیٹھے ہوئے رام کرشن کی مہما اور تعریف میں کچھ ذوقیہ اشعار گا رہے تھے اور چونکہ وہ اشعار دلی لگن سے ان کی زبان سے نکل رہے تھے اس لئے ان میں غضب کی حلاوت اور قوت جاذبہ تھی یہ [illegible] رانی اور رانی کے بھائی نے بھی سن پایا۔ اور یہ صلاح ٹھہری۔ کہ اگر بڑے بھائی کی بجائے گدا دہر اس مندر کا پوجاری بن جائے تو امید کہ ہمارے مندر کی بہت شہرت ہو جائیگی۔ یہ سوچ کر آپکے بڑے بھائی رانی اور رانی کے بھائی نے گدا دہر کے سامنے یہ درخواست کی۔ کہ آپ اس مندر کے مہنت بنجائیں۔ مگر گدا دہر نے انکار کیا کہ میں الگ تھلگ بغیر پابندی کے ایشور کے لگن میں مگن رہنا چاہتا ہوں۔ مجھے آپ ان جھگڑوں میں کیوں ڈالتے ہیں مگر یہ سمجھانے پر کہ اس جگہ آپ ہر طرح سے آزاد رہینگے بلکہ اصلاح مخلوق کا نہایت ہی عمدہ اور اچھا موقع ملیگا۔ آپ خود اس مندر کی مہنتی قبول فرما لیویں آپ کی آزادی میں کچھ بھی فرق نہیں آئیگا۔ اپنے بھائی وغیرہ کے بار بار سمجھانے پر گدا دہر نے دکشنیشور کے مندر کا مہنت بننا منظور کر لیا۔ کیونکہ گدا دہر جو کام کرتے تھے دلی لگن کے ساتھ کرتے تھے اب پوجا میں رام کرشن کے لئے اپنے پریم بھرے گیت گاتے تھے اور ایشور کی جوت اور نور الٰہی کے طلب کے لئے ایسے معرفت کے ترانے کھینچتے تھے جس طرح رام کرشن اور ایشور ان کے سامنے براجمان ہیں اور وہ ان کی حضوری میں دلی تمناؤں کو عمدہ عمدہ الفاظ میں بیان کر رہے ہیں۔ بعض اوقات آپ ناچتے گیت گاتے گاتے وجد میں آکر بیہوش ہو جاتے اور بار بار یہ کہتے کہ رام مجھے نا تو روپیہ کی ضرورت ہے نا عزت نا شہرت چاہئے۔ بس مجھے تو صرف آپ کے دیدار اور درشن کی ضرورت ہے۔ ان کے عہد میں اس مندر کی اس قدر شہرت ہوئی کہ لوگ بڑے بڑے دور دراز فاصلوں سے مندر کے دیکھنے کے لئے آتے ٭

مگر گدا دہر جو مہنت ہونے کے بعد رام کرشن کے نام سے مشہور ہو چکے تھے دن بدن ان کا استغراق بڑھتا گیا۔ ایک روز مندر میں پوجا کرتے کرتے اور الٰہی حمد گاتے گاتے آپ پر وجد و بیہوشی کا عالم طاری ہو گیا آپ تقریباً دو رات اور دو دن

استغراق کا عالم

اس وجد کے عالم اور بیہوشی میں ہی پڑے رہے جب حالت یہاں تک پہونچ گئی تو لوگوں نے سمجھا کہ اس حالت میں مندر کی مہنتی ہونی قطعی مشکل ہے۔ لہذا مہنتی سے علیحدہ کیا گیا۔ مگر نہ آپ کو مہنت ہونے میں خوشی تھی اور نا مہنتی سے علیحدگی میں رنج خدا کے بندے ہر حالت میں خوش رہتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں جو کچھ ہو رہا ہے ہماری بھلائی اور بہتری کے لئے مگر ہماری کوتاہ نظری ان اسرار ایزدی کی رسائی سے عاجز ہے ورنہ خدا جو کچھ بھی کرتا ہے ہماری بہتری اور بھلائی کے لئے ٭

اس قدر مستی اور بیہوشی کا عالم دیکھ کر متھرا بابو جو آپکا مخلص مرید تھا۔ اور اپنے گاؤں کا رئیس اعظم تھا اس نے مختلف حکما اور ڈاکٹروں کو آپکے علاج کے لئے بلایا۔ مثل مشہور ہے کہ دلی را دلی مے شناسد ایک فقیر نے کہا کہ دنیا کی لاکھ حکمتیں کرو تمام طبابت کے زور لگا دو۔ مگر تمام طبابتیں اور اس دنیا کی حکمتیں اس کے علاج سے قاصر ہیں۔ کیونکہ یہ تو بالعموم اور ٹھا جوگی ہے۔ اس کو آلہی ملاپ کی لگن ہے اور دیدار آلہی کے لئے بیتاب اور دیوانہ ہو رہا ہے دنیا کی حکمتیں اور طبابتیں اس کے علاج میں کیا کر سکتی ہیں،، آپ اسی حالت میں کبھی کبھی باتیں کرتے۔ مگر زیادہ تر وجد کا عالم طاری رہتا اور اکثر اوقات دیوانہ وار مستانہ نعرے

KHILAFAT LIBRARY

پہلے مجھے پڑھیں

۱۰ اپریل کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے خاکسار کو جناب مولوی سید سرور شاہ صاحب کے ساتھ ... جانے کا حکم دیا۔ ایک ہفتہ کے بعد جب وہاں سے واپس آیا چونکہ ان دنوں قادیان میں بخار کا بہت زور تھا جب میں واپس آیا تو میں نے اپنی بیوی اور بچہ کو بھی بخار میں مبتلا پایا۔ اور تادم تحریر بیمار ہیں۔ ناظرین کرام دعا فرماویں کہ مولا کریم صحت عطا کرے میری عدم موجودگی میں کاتب بھی بیمار ہو کر گھر چلا گیا میری آنکھیں دیکھتی رہ گئیں۔ الحمدللہ کہ اب مجھے آرام ہے۔ اس ابتری کی وجہ سے نہ تو ۱۷ جون کا پرچہ وقت پر نکل سکا نہ ۳ جولائی کا پرچہ بلکہ باوجود سخت تنگ و دو کے ہی وقت پر شائع نہ ہو سکا۔ اب ۱۷ جون ۳ و ۱۷ جولائی کے تینوں اکٹھے پرچے نکالے جاتے ہیں اور یہ اشد مجبوری کی وجہ سے ہوا۔ امید کہ ناظرین کرام اور خریدار مجبوریوں کو زیر نظر رکھ کر معاف فرماویں گے۔ آئندہ انشاء اللہ پہلے سے بھی زیادہ احتیاط سے کام لیا جاویگا ٭

مخلص سیٹھ محمد یوسف
ایڈیٹر نور قادیان

KHILAFAT LIBRARY

لگاتے رہتے ؎

ایسی حالت میں بعض حکماء اور ڈاکٹروں نے یہ رائے دی کہ اگر ان کی شادی کرادی جائے تو شاید یہ دیوانگی کا عالم ان سے دور ہو جائے یہ سوچ کر آپ کے عقیدتمندوں نے آپ کی شادی ایک نہایت ہی اعلیٰ برہمن گھرانے میں شریمتی شاردا دیوی سے کر دی۔ لطف کی بات یہ ہے کہ پارس کے ساتھ لوہا بھی لگ کر سونا ہو جاتا ہے کشتی کے ساتھ پتھر بھی تیرتا رہتا ہے آپ کی بیوی آپ کی صحبت صالح سے ایک نہایت ہی پارسا اور ایشور کی بھگتنی بن گئی اور کئی یوریبین لیڈیاں امریکہ سے سری رام کرشن پرمہنس کے پرلوک باسی ہونے کے بعد آپ کی دھرم پتنی اور اہلیہ سعیدہ کو دیکھنے کے لئے آئیں۔ اور آپ کی گفتگو سے از حد مسرور اور خوش ہوئیں اور کہنے لگیں کہ جس کی بیوی ایسی عارفہ ہے۔ بھلا اس کا خاوند کیوں نہ دھرماتما ہوگا

تکبر و غرور کی بیخکنی

اس امر سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ہندوستان میں ذات پات کی امتیاز اور ادنیٰ اعلیٰ کی تفریق کو نہایت سختی سے محسوس کیا جاتا ہے۔ اگر یہ کہا جاوے۔ کہ ہندوستان میں ایک ذات والا دوسری ذات والے کو انسان نہیں سمجھتا۔ تو یہ غالباً بعید از قیاس نہ ہوگا۔ اگر کتا وغیرہ چھو جائے۔ تو کوئی چیز ناپاک نہیں۔ ہاں اگر مسلمان یا ور جیسے وہ اپنی اصطلاح میں شودر کے دلربا لفظ سے یاد فرماتے ہیں۔ اگر وہ چھو جائے۔ تو تمام اشیاء ناپاک ہو جاتی ہیں۔ بلکہ جب تک خود بھی اشنان اور غسل نہ کریں پاک نہیں ہوتے۔ منوجی مہاراج نے اپنی مشہور کتاب منوسمرتی میں اسپر بہت کچھ روشنی ڈالی ہے ؎

ہندوستان میں ذاتی امتیاز کا نظارہ

دنیا میں جسقدر روپیہ ہے۔ سب برہمن کا ہی ہے۔ برہمن اگر کسی کا اناج لیاوے یا کپڑے پہنے یا کسی کی چیزیں اٹھاکر کسی اور کو دیوے تو یہ مت سمجھو۔ کہ وہ ناجائز کرتا ہے۔ بلکہ ہر طرح سے جائز کرتا ہے۔ کیونکہ دنیا میں جسقدر روپیہ ہے وہ سب برہمن کا ہی ہے۔ (منو ادھیائے ا شلوک ۱۰۰ تا ۱۰۱۔)

خواہ بیوقوف یا عاقل برہمن بڑا دیوتا ہے۔ جسطرح منتروں سے پاک کی ہوئی یا نہ کی ہوئی ہر حالت میں اگنی دیوتا ہی ہے۔ منو ادھیائے ۹ شلوک ۳۱۷۔ اگر برہمن چوری کرے۔ تو راجہ اس کو سزا نہ دے۔ برہمن بدچلن بھی قابل پرستش ہے۔ اور شودر متقی اور پرہیزگار ہوکر بھی قابل عزت نہیں۔ کیونکہ کوئی آدمی بانجھ گئے کو چھوڑ کر دودھ دینے والی گدہی سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اس کے برخلاف جو شودر کے ساتھ حسن سلوک روا رکھا گیا ہے۔ ذرا اُسے بھی ملاحظہ فرمایئے۔

شودر کو عقل نہ دو۔ ہوم سے بچا ہوا اناج نہ دو اور اسے دھرم کا اپدیش مت کرو۔ منو ادھیائے ۴ شلوک ۶۱ اگر شودر برہمن اور کھشتری وغیرہ کے نام لیکر سختی سے بلاوے۔ تو اس کے منہ میں دس انگل لانبے سے لوہے کا کیلا آگ کی طرح گرم کرکے ٹھونس دو۔ اور اگر بڑائی میں آکر شودر برہمن وغیرہ کو اپدیش کرے۔ تو راجہ کھولتا ہوا تیل اس کے منہ اور کان میں ڈالدے (منو ادھیائے آٹھ شلوک ۲۷۱۔ اور ۲۷۲)

ہندوؤں میں جو ذات پات کی تفریق پائی جاتی ہے اس کا تھوڑا سا نمونہ اوپر دکھلایا گیا ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ یہ امتیاز بنی نوع انسان کے لئے کسقدر ضرر رسان اور تکلیف دہ تھا۔ بھلا یہ شری رام کرشن پرمہنس کی ذات والا صفات سے کسطرح اور کیسے ہو سکتا تھا۔ کہ وہ بنی نوع انسان کے لئے اس ضرر رسان امتیاز کو بیخ و بن سے نہ اکھاڑتے۔ آپ برہمنوں کے اعلیٰ درجہ کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ صحیح ہے۔ کہ گمان ہے کہ برہمن النسل ہونے کی وجہ سے آپکے دل میں انانیت بھی آجاتی ہوگی آپ نے اس انانیت تکبر اور غرور کو بیخ وبن سے اکھاڑنے کے لئے اپنے اس ذاتی احمان یا شخصی تکبر کو اپنے پاؤں کے تلے لیکر اسطرح مسل دیا۔ جسطرح ایک جنٹلمین اپنے نئے بوٹ کی ایڑی کے نیچے کالی مچ کو رگڑ دیتا ہے۔

آپ بار بار ایشور کے حضور یہ پرارتھنا بجا لاتے۔ اے ایشور میرے دل سے یہ خیال دور کردو۔ کہ میں اونچی ذات کا برہمن ہوں۔ اور دوسرے لوگ شودر یا نیچی ذات کے ہیں میرے دل میں ڈالدے۔ کہ میں ان سے بھی چھوٹا ہوں بلکہ نیچوں کا نیچ ہوں۔ یہ نہ صرف وہ منہ سے ہی کہتے رہے بلکہ عملاً جھاڑو لیکر مکان صاف کرتے اور شودروں اور نیچ ذاتوں کی جوٹھی پتلیں سر پر اٹھاکر باہر پھینک آتے اور اسطرح اپنے نفس کو مارتے ؎

رام کرشن کو ہندو لوگ اپنے مندروں میں داخل نہ ہونے دیتے تھے

لوگ آپ کی یہ حالت دیکھ کر سخت نفرت کرتے اور اپنے مندر میں نہ گھسنے دیتے بکئی دفعہ وجد کی حالت میں آپ مندر میں بے تحاشا چلے جاتے مگر وہاں کے برہمن پجاری آپ کو شودر شودر کہہ کر نکال دیتے۔ آہ کیسی زبردست مشابہت ہے۔ کہ پنجاب میں بھی ہندو پانڈوں نے حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ یہی سلوک کیا تھا چنانچہ آپ جب مندر میں جاتے تھے۔ تو ہندو آپ کو شودر یا مسلا کہہ کر وہاں سے نکال دیتے تھے۔ اور یہی سلوک بنگال کے پانڈوں نے شری رام کرشن پرمہنس کے ساتھ کیا۔ آپ جس مندر میں گئے۔ وہاں کے لوگوں نے نکالدیا۔ مگر آپ پر استغراق کا عالم اسقدر طاری و ساری تھا۔ کہ جب آپ کو مندر سے نکالا جاتا۔ آپ خدا خدا کو پکارتے رہتے۔ اسی حالت میں آپ پر استغراق کا عالم اس بہتات سے جاری و طاری ہوا کہ

چھ ماہ کی بیہوشی

آپ چھ ماہ بیہوش پڑے رہتے۔ اسی اثناء میں ایک سادھو مہاتما آنکلا۔ جب اس نے دیکھا۔ کہ ایک عارف باللہ اسقدر استغراق کے عالم میں ہے۔ تو وہ فقیر وہیں بیٹھ گیا۔ اور جب انہیں تھوڑی سی ہوش آتی۔ تو وہ سادھو مہاتما کچھ دودھ وغیرہ اور نرم غذا بزبردستی آپکے منہ میں ڈالدیتا۔ اس اثناء میں ایک بڑا سنیاسی جسکا

نام طوطا پوری تھا۔ وہ بھی وہاں آن نکلے۔ اور اُس نے رام کرشن کو سنیاس دیا۔ اور یوگ ابھیاس کی رموز سے آگاہ کیا۔ مگر طوطا پوری یہ دیکھ کر حیران ہو گیا۔ کہ یوگ ابھیاس کے رموز جس سے طوطا پوری نے چالیس سال میں آگاہی حاصل کی تھی۔ مگر شری رام کرشن کی زبردست قوت جاذبہ نے صرف تین یوم میں اس پر قدرت حاصل کر لی۔ اور یہ دیکھ کر وہ طوطا پوری سنیاسی ہکا بکا رہ گیا۔ اور کہدیا۔ کہ میں آپ کو اپنا شاگرد نہیں کہوں گا۔ بلکہ آپ تو میرے بھی استاد ہیں۔ طوطا پوری سنیاسی کہیں تین دن سے زیادہ نہیں ٹھیرا کرتا تھا۔ مگر سری رام کرشن کی صحبت صالحہ اسے اسقدر پسند آئی۔ کہ وہ پورے گیارہ مہینے آپکے پاس رہا

پرمہنس کے نام سے مشہور ہونا

اور دونوں خدا کے پیارے ایک دوسرے کی صحبت اور رموز معرفت اور گیان دھیان کی باتوں سے ایک دوسرے کو بہرہ ور اور مستفیض کرتے رہے۔ اس کے بعد آپ شری رام کرشن "پرمہنس" کے نام سے مشہور ہوئے۔ اور آج تک اسی نام سے پکارے جاتے ہیں۔

مسلمانوں میں رہکر خدا کی عبادت کرنا

ہندوؤں میں پانچ قسم سے اپنے معبودوں کی عبادت کی جاتی ہے۔ ایک یہ کہ خدا کو مالک اور اپنے آپ کو خادم سمجھ کر خدا کی پوجا کرنی۔ دوسرے یہ کہ خدا کو باپ اور اپنے کو بیٹے سمجھ کر خدا کی پوجا کرنی۔ جیسے کہ بنی اسرائیل میں یہ رواج تھا۔ تیسری یہ کہ خدا کو ماں سمجھ کر اُس سے محبت کرنی۔ جیسا کہ برھمو دہرم والے کرتے ہیں۔ چوتھی یہ کہ خدا کو دوست سمجھ کر دوستانہ محبت سے اس کی پوجا کرنی۔ جیسا کہ بعض سادھی کتب میں رواج ہے۔ پانچویں یہ کہ خدا کو شوہر بیویانہ محبت سے خدا کی پوجا کرنی۔ جیسا کہ حضرت کرشن علیہ السلام کے ساتھ آپکے عقیدتمند مرید آپ سے وابستہ الفت تھے۔ وہ اپنے آپ کو کرشن کی سکھیاں کہکر پکارتے وغیرہ۔ کہا جاتا ہے۔ کہ شری رام کرشن پرمہنس ان سب اقسام کی محبتوں سے گذرے اور پھر آپ کے متعلق بعض جگہ یہ بھی لکھا پاتے ہیں۔ کہ دیگر مذاہب یعنی اسلام ! ۔ کے عقیدے سے بھی خدا کی عبادت کی۔ آپ کی نسبت یہ ایک مشہور و معروف واقعہ ہے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ آپ نے ہندوؤں کے پانچ اقسام کے طریقوں سے پربھو سے لگن لگائی ہو۔ ہو سکتا ہے۔ کہ اسلام کے عقیدہ کے ساتھ آپنے عبودیت کے عقیدہ سے بھی خدا سے لو لگائی ہو۔ مگر اب دیکھنے والی بات یہ ہے۔ کہ آپ کو کس مذہب کے عقائد پسند آئے۔ اور حقیقتاً کس مسلک اور طریقہ سے آپنے خدا کو پایا۔ ہم اس کے متعلق خود کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ شری رام کرشن پرمہنس کی زندگی اور آپ کے عقائد اور ملفوظات خود بخود حقیقت حال سے پردہ اٹھا دیں گے۔ اور دنیا دیکھ لیگی۔ کہ شری رام کرشن پرمہنس نے کن طرائق اور راستوں سے خدا کو پایا۔ اور کس نور نے آپ کو منور کیا۔ ہم خود اس کے متعلق کچھ حاشیہ نہیں چڑھانا چاہتے

KHILAFAT LIBRARY

دیدار الٰہی سے مستفیض ہونا

سری رام کرشن پرمہنس کہا کرتے تھے۔ کہ جب پہلے پہل مجھے خدا کے درشن ہوئے۔ تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ شاید میرے دماغ کا فتور نہو۔ مگر پھر مجھے ایک رویا میں یہ کہا گیا۔ کہ فلاں وقت کو فلاں فلاں آدمی تمہارے پاس آئیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پھر تو مجھے حق الیقین ہو گیا۔ کہ بے شک یہ درشن خدا کے ہی تھے۔

اب غور کرو۔ کہ سناتنی اصحاب آریہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ آدسرشٹی میں ایشور نے کلام کیا۔ اس نے وید کے رشیوں کو درشن دیئے۔ مگر اس کے بعد اب کسی کو درشن نہیں دے سکتے۔ اور نہ ہی کسی سے کلام کر سکتے ہیں۔ مسیحی صاحبان یہ کہتے ہیں۔ کہ خداوند قدوس حضرت مسیح اور آپکے پاک حواریوں سے تو ہمکلام ہوئے مگر اب کسی سے ہمکلام نہیں ہوتے۔ دیگر کل ادیان مکالمہ الٰہی سے انکاری ہیں۔ ہاں صرف اور محض اسلام ہی کا یہ دعوےٰ ہے۔ کہ خدا جسطرح آدسرشٹی اور شروع دنیا میں اپنے پیارے بھگتوں سے ہمکلام ہوا تھا۔ آج بھی وہ اسی طرح اپنے پیارے بھگتوں سے کلام کرتا ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگا لو۔ کہ شری رام کرشن پرمہنس نے عملاً کس مذہب کی صداقت پر اپنی گواہی کو مہر لگائی۔ آیا وہ مذہب جو یہ کہتا ہے۔ کہ خدا شروع دنیا میں بولا۔ مگر اب وہ کلام نہیں کرتا۔ یا وہ مذہب جو اس امر کا مقر ہے۔ کہ خدا نے فلاں شخص یا اس کے فلاں فلاں دوستوں کے ساتھ کلام کیا۔ مگر اب وہ کسی سے کلام نہیں کرتا۔ یا وہ مذہب جسکا یہ دعوےٰ ہے۔ کہ خدا جسطرح شروع دنیا میں اپنے پیاروں سے ہمکلام ہوتا تھا۔ آج بھی وہ اسی خندہ پیشانی سے اپنے پیاروں کے ساتھ ہمکلام ہوتا ہے۔ اس سے اندازہ لگا لو کہ شری رام کرشن پرمہنس کے عمل نے علاوہ اسلام کے کس مذہب کی صداقت پر مہر لگائی۔ ہم نے مانا کہ شری رام کرشن پرمہنس نے علاوہ اسلام کے ہندوؤں کے پانچوں طریقوں سے خدا سے لگن لگائی۔ ہم نے مانا۔ کہ آپ نے علاوہ اسلام کے طریق سے بھی ایشور کی عبادت کی۔ مگر دیکھنا یہ ہے۔ کہ آپ کی تسلی کس عقیدہ میں ہوئی۔ آپ کے دل کی شانتی کس مذہب کے اصول نے کی۔ چنانچہ

سری رام کرشن پرمہنس کا اپنا اقرار کہ کس مذہب کی عبادت قبول ہوتی ہے

شری پرمہنس رام کرشن صاحب ایک جگہ نہایت ہی لطیف پیرایہ میں اس امر پر روشنی ڈالتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ جیسا کہ بچوں کو تنہا کھیلنے میں مزا نہیں آتا۔ ایسے متقی آدمی کو تنہا خدا کی حمد کرنے میں لطف حاصل نہیں ہوتا"۔

پھر آگے چلکر فرماتے ہیں۔ کہ جہاں اور لوگ جھکتے ہیں۔ تو بھی وہاں جھک جا۔ کیونکہ جہاں اتنے دل سجدہ

کرتے ہیں۔ وہاں خدائے تعالےٰ اپنے آپ کو ضرور ظاہر کرتا ہے کیونکہ وہ رحیم ہے"۔

اس جگہ غور کرو۔ کہ سری رام کرشن پرمہنس نے نہایت ہی صفائی سے اس امر کو آشکارہ کر دیا۔ کہ خدا کی عبادت ایک جگہ اکٹھے ہو کر کرو۔ کیونکہ بغیر ایک جگہ اکٹھے ہونے کے خدا کی عبادت کا کچھ لطف نہیں آتا۔ اور پھر جس جگہ بہت سے سر سجدہ میں گرے ہوئے ہوں۔ وہاں خدا کا دیدار ضرور ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا رحیم ہے۔ اس جگہ شائد بعض دوستوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہو۔ کہ سری پرمہنس صاحب نے یہ کیوں فرمایا۔ کہ جس جگہ بہت سے دل خداوند تعالےٰ کے حضور سجدہ میں گرے ہوئے ہیں تم بھی گر جاؤ۔ وہاں خدا تعالےٰ اپنے آپ کو ضرور ظاہر فرماتا ہے۔ اس لئے کہ وہ رحیم ہے۔

خدا رحیم ہے رحیم کا لفظ کہنے سے پرمہنس صاحب نے اپنے حقیقی مسلک اور سیدھے راستہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کہ جس جگہ اس قدر گردنیں خدا کے حضور گریں گی۔ وہاں اللہ تعالےٰ ضرور اپنے دیدار دے گا۔ کیونکہ وہ رحیم ہے۔ اس کی رحمت اس امر کا تقاضا نہیں کرتی۔ کہ کوئی گردن اس کی دہلیز پر گرے۔ کوئی سر اس کے آستانہ پر خمیدہ ہو۔ اور وہ محروم رہے۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کی رحمت تو اسقدر وسیع ہے۔ کہ اگر ایک آدمی اس کی طرف ایک بالشت بڑھے۔ تو وہ ہاتھ بھر آگے آئے گا۔ اگر کوئی چلکر آئے۔ تو وہ دوڑ کر جائے گا۔ جیسے یہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ غرضیکہ اسلام میں جسقدر رحم کی تعلیم پائی جاتی ہے۔ اور جسطرح خدا کو دیالو اور کرپالو مانا گیا ہے۔ دیگر ادیان میں یہ بات نہیں۔

گر جاؤ دوسرے مذاہب کی اوراق گردانی کرو کہیں بھی آپ یہ اعلیٰ اور فطرت

فطرت انسانیہ کا مطالبہ انسانیہ کے واجبی مطالبات کو بہمہ وجوہ پورا کرنے والی تعلیم نہیں پاؤ گے۔ فطرت انسانیہ اس امر کا تقاضا کرتی ہے۔ کہ اس کے گناہ معاف کئے جائیں۔ فطرت انسانیہ اپنے حقیقی رہبر کی تلاش میں ہے۔ فطرت انسانیہ بررجہا یہ اس امر کی طالب ہے۔ کہ خدا کی رحمت کا چشمہ زور سے پھوٹے اور اس کی رحمت کے آب حیات سے دل دنیوی آلائشوں اور کدورتوں اور دنیوی غوغیوں سے پاک اور مطہر ہو جائے۔ مگر یہ باتیں کہاں اور کس جگہ میسر آتی ہیں۔ بقول سری رام کرشن پرمہنس کے

"جیسا کہ بچوں کو اکیلے کھیلنے میں مزا نہیں آتا۔ ویسے ہی متقی آدمی کو تنہا خدا کی عبادت کرنے میں لطف حاصل نہیں ہوتا۔ جہاں اور لوگ جھکتے ہیں تو بھی وہاں جھک جا۔ کیونکہ جہاں اتنے دل سجدہ کرتے ہیں۔ وہاں خدا تعالےٰ اپنے آپ کو ضرور ظاہر کرتا ہے۔ کیونکہ وہ رحیم ہے"۔

پیارو! یہ عقیدہ صرف اسلام کا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں وارد ہے۔

اقیموا الصلوة واٰتوا الزکوٰة وارکعوا مع الراکعین۔ قائم کرو نماز کو اور دو زکوٰۃ اللہ کے حضور اور جھکو ساتھ جھکنے والوں کے۔ اس جگہ پرمہنس صاحب نے اپنے قول میں قرآن مجید کی اس آیت کریمہ کا ہی گویا ترجمہ کیا ہے۔ اور پھر فرما دیا۔ کہ وہ رحیم ہے۔ یاد رہے۔ کہ ایک تناسخ کے ماننے والا ہرگز ہرگز نہیں کہیگا۔ کہ خدا رحیم ہے کیونکہ اگر خدا کو رحیم مانے۔ تو پھر تناسخ قایم نہیں رہتا۔

KHILAFAT LIBRARY

اب دنیا کا تمام کونہ کونہ تلاش کرو۔ کہیں بھی آپ سوائے اسلام کے یہ صراط مستقیم نہیں پاؤ گے لوگ کہتے ہیں۔ کہ فی زمانہ ویدوں کا بہترین مفسر سوامی دیانند بانی آریہ سماج ہوا ہے۔

اس کے برخلاف ستیارتھ پرکاش کی تعلیم آؤ ہم اس کے ذریعہ ویدوں کی تعلیم میں تلاش کریں۔ کہ کیا ویدک مت میں آکر ہمیں سینہ اور منزل مقصود تک پہنچانے والی تعلیم ملتی ہے۔ کہ خدا رحیم ہے۔ جو اپنے رحم سے دلوں کو پاک و صاف کرتا ہے جب ہم اس نیک خیال کو لیکر ستیارتھ پرکاش کی اوراق گردانی کرتے ہیں۔ تو وہاں ہم بجائے اس کے یہ لکھا پاتے ہیں۔

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۳۵ سطر ۶ میں سوامی دیانند صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

سوال۔ پرمیشور کی حمد و ثنا کرنی چاہیئے۔ یا نہیں۔

جواب۔ کرنی چاہیئے۔

سوال۔ کیا حمد و ثنا کرنے والے کا پاپ ایشور دور کر دے گا؟

جواب۔ نہیں۔

سوال۔ پھر استتی اور پرارتھنا کیوں کی جائے۔

جواب۔ ان کے کرنے کا نتیجہ اور ہی ہے۔

سوال۔ کیا ہے؟

جواب۔ استتی اور حمد کرنے سے پرمیشور کے ساتھ محبت ہوتی ہے۔

اس جگہ شری سوامی دیانند صاحب نے اس امر کو نہایت کھلے طور سے تسلیم کیا ہے۔ کہ ایشور کسی کے گناہ نہیں بخش سکتا۔ اب صاف ظاہر ہے۔ کہ جو ہستی باوجود سخت سے سخت تضرع اور عاجزی کے شدید سے شدید توبہ اور استغفار کے بھی ایک ماش کی سفیدی کے برابر بھی گناہ نہیں بخش سکتی۔ ہم اس ہستی کو رحیم و کریم ہرگز ہرگز نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ انسانی دعا اور پرارتھنا اس امر کا تقاضا کرتی ہے۔ کہ وہ گناہوں اور پاپوں سے پاک کیا جا کر خدا کی زیارت اور بھگوان کے درشنوں سے اس کا سینہ منور ہو جائے۔

انسان معافی کو چاہتا ہے بالطبع انسانی سرشت میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ انسان اپنی تقاصیر اپنے عیوب اپنے گناہوں اور پاپوں سے شدید تضرع عاجزی اور توبہ سے معافی کا خواستگار ہے

دنیا میں کوئی انسان آپ کو ایسا نظر نہیں آئے گا جو ہے عمداً نہیں تو سہواً کبھی غلطی نہوئی ہو۔ مگر وہ غلطی کرنے والا جب اپنے دل میں سچی پشیمانی کا اظہار کرتا ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ اس کی اس غلطی سے چشم پوشی نہ کی جاوے۔ اور دور کیوں جائیں۔ سب سے اول ہم اپنی فطرت سے ہی اس امر کا مطالبہ کرتے ہیں۔ کیا فطرت میں یہ جبلی خواہش نہیں ہے کہ ایک آدمی سے جب کوئی گناہ اور خطا سرزد ہوتی ہے۔ تو اس کی بخشش اور معافی کے لئے خواہ مخواہ انسان لب کشائی کرتا اور تضرع اور عاجزی کا اظہار کرتا ہے خدا نے انسان میں یہ توبہ اور معافی کی خواہش جو نہی رکھدی۔ بہرحال گناہوں سے رستگاری کے لئے خدا کے رحم اور فضل کی ضرورت ہے۔ مگر دیگر ادیان اس سے قطعی جواب دیتے ہیں۔ ہاں اس نیلگوں آسمان کے نیچے صرف اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جس میں انسان توبہ عاجزی دعا اور پر ارتضا سے خدا کے رحم و فضل کا جاذب بن سکتا ہے اس لئے اول سری رام کرشن پرمہنس کا یہ کہنا کہ ملکر اور ایک جگہ جمع ہوکر ہی خدا کی عبادت کا مزا آتا ہے۔ پھر مزید تاکید کے لئے یہ فرمانا کہ جس جگہ بہت سے دل خدا کے حضور گرے ہوئے ہیں۔ وہاں تو بھی اپنے سر کو رکھدے۔ کیونکہ جس جگہ اسقدر سر اس کے حضور گرتے ہیں۔ وہاں ضرور خدا کا نور ظاہر ہوتا ہے۔ جو اسکا رحم ہے۔

بر صحیح قرآن شریف کی تعلیم ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں وارد ہے اقیموا الصلوٰۃ و اٰتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الراکعین۔ قایم کرو نماز کو۔ اور دو زکواۃ اور اللہ کے حضور جھکو۔ ساتھ جھکنے والوں کے۔

KHILAFAT LIBRARY

اور رحم کے لفظ نے تو اس تعلیم کو اور بھی واضح کر دیا۔ اب صاف ظاہر ہے۔ کہ سری رام کرشن پرمہنس نے یہ سبق صرف اسلام سے حاصل کی۔

عقیدہ چھوت اور ذات پات کی تحقیر سے بیزاری

جسقدر ہادی دنیا پر تشریف لائے جسقدر انبیاء مبعوث ہوئے۔ جسقدر رسل ظاہر ہوئے جسقدر رشی اور منی اس دنیا کی نجات کے لئے آئے ان سب کا یہ متفقہ مسئلہ ہے۔ کہ خدا کے حضور صرف سید یا برہمن ہونے کی وجہ سے کوئی نجات کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ خدا کے حضور وہ بڑا ہے۔ جو اس کے احکام بجا لاتا ہے۔ مضائقہ نہیں خواہ وہ بھنگی ہی ہو خدا کے حضور وہ چھوٹا ہے۔ جو اس کے احکام پس پشت پھینکتا ہے۔ مضائقہ نہیں۔ خواہ وہ برہمن ہی ہو۔ یہی سبب ہے۔ کہ خدا کے پیاروں کی تعلیم سب کے لئے یکساں رہی ہے۔ اگر تیس پارے قرآن کریم کے ایک شہنشاہ مسلم کے لئے ہیں۔ تو وہ تیس پارے ایک بھنگی سے مسلمان ہونے والے کے لئے بھی ہیں۔ اگر شہنشاہ نجات کا مستحق ہے۔ تو ایک گداگر کے لئے بھی نجات کا دروازہ کھلا ہے۔ اس کے برخلاف جو مذہب یہ تعلیم دیتا ہے۔ کہ اس کی خدائی کا ٹھیکہ اور نجات کے فضل کی چابی صرف فلاں قوم کے ہاتھ میں ہی ہے۔ سمجھو کہ وہ تعلیم ہرگز ہرگز خداوند تعالےٰ کی طرف سے نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ خدا کے حضور بڑائی چھوٹائی کا معیار سید اور بھنگی نہیں ہے۔ بلکہ اس کی درگاہ میں بڑائی اور چھوٹائی کا معیار اس کے احکام کو سر آنکھوں پر رکھنا اور پس پشت ڈالنا ہے۔ چنانچہ یہی تعلیم شری رام کرشن پرمہنس دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ "جب خدا کا عرفان حاصل ہوجاوے۔ تو تمام زنجیریں خود بخود ٹوٹ جاتی ہیں پھر وہاں برہمن یا شودر اونچی ذات یا نیچی ذات کی کوئی تمیز نہیں رہتی۔ اور جنیو بھی خود بخود ٹوٹ جاتا ہے"۔

اب خیال فرمائیے۔ کہ وہ شخص جو ذات پات کے عقیدہ کو اس زبردستی سے توڑتا ہے۔ جنیو سے اسطرح لاپرواہی ظاہر فرماتا ہے۔ اور جو باٰواز بلند یہ کہتا ہے۔ کہ ذات پات کی قیود اور جنیو کی زنجیر اسی وقت تک ہے۔ جب تک الٰہی عرفان نہیں ہوتا۔ اسی عرفان کے بعد یہ سب قیود دور ہوجاتی ہیں۔ کیا کوئی ویدوں کا پیرو ہوکر یہ کہہ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اب غور کرو۔ کہ وہ شخص جو ہندوانہ رسومات سے اسطرح بیگانہ اور ناآشنا ہے۔ ہم اسے ہندو کس طرح اور کیسے کہہ سکتے ہیں۔

آکاش بانی اور خدا کی زیارت کی خواہش

پرمہنس کی سوانح سے یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ ایک زمانہ میں وہ گنگا کے کنارے چپ چاپ ہوکر صبح سے لیکر شام تک بیٹھے رہتے تھے۔ اور جب وہ دن بھی گذر جاتا۔ تو آپ پھر رات کو خداوند تعالےٰ کے حضور دست بدعا ہوکر عرض کرتے کہ "یہ دن بھی گذر گیا ہے۔ اے ایشور آپکی زیارت نصیب نہوئی۔ ایک دن انہیں یہ آواز آئی۔ کہ جب تک تم خودی کو نہیں مارو گے۔ تب تک درشن نہیں ہوں گے"۔ کیا کوئی ویدوں کا پیرو ہوکر خدا کی زیارت بھگوان کے درشنوں کی خواہش کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ جس صورت میں ویدک عقیدتمندوں کا یہ اصول ہے۔ کہ آدسرشٹی یعنی شروع دنیا میں تو رشیوں کو الہام ہوا۔ مگر اب کسی کو الہام نہیں ہو سکتا۔ تو پیارو جب اس مذہب میں الہام کا دروازہ ہی بند ہے۔ تو پھر کوئی اس مذہب میں آکر یہ آرزو کیسے کر سکتا ہے۔ کہ مجھے خدا کی زیارت نصیب ہو۔ اب اس سے صاف سمجھ لو۔ کہ پرمہنس ویدوں کے ہرگز پیرو نہ تھے۔ بلکہ وہ اس مذہب کے دلدادہ تھے۔ جس میں الہام ربانی کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے۔ اور انسان ہر آن اس نعمت اولیٰ یعنی الہام اور آکاش بانی سے مستفیض ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ آدسرشٹی میں ویدک رشی ہوئے۔ قرآن شریف کی پہلی آیت کریمہ ہی اس امر پر کافی و وافی روشنی ڈالتی ہے۔ جس میں یہ لکھا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم ملک یوم الدین ایاک نعبد و ایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔

سب تعریف واسطے اللہ کے ہے۔ جو پروردگار عالموں کا ہے بخشش کرنے والا مہربان مالک دن جزا کا ہے۔ تجھی کی عبادت کرتے ہیں۔ اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں دکھا ہم کو راہ سیدھی راہ ان لوگوں کی کہ انعام کیا ہے تو نے اوپر ان کے نہ ان کی کہ غضب کیا ہے اوپر ان کے اور نہ گمراہوں کی۔

اب غور کرو۔ کہ قرآن کریم میں پہلے ہی یہ تعلیم دی گئی ہے۔ کہ تم یہ دعا مانگو۔ کہ خدا تمہیں بھی اُسی راستہ پر چلائے جس راستہ پر چلکر تم سے پہلوں نے خدا کے انعام و اکرام حاصل کئے۔ اگر الہام ربانی خدا کا انعام ہے۔ جس میں کوئی شبہ نہیں۔ تو کیا وجہ کہ آدی رشی کے رشی اور منی تو اس سے مستفیض ہوں۔ اور زمانہ حال کے عارف بلا وجہ اور بلا سبب محروم کئے جائیں۔ اگر پہلوں نے اس راستہ پر چلکر ایک انعام کو حاصل کیا۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ اب کوئی اور اس راستہ پر قدم زن ہوکر الہام سے محروم رہے۔ سری رام کرشن پرمہنس الہام کے قائل ہیں۔ اب صاف ظاہر ہے کہ یہ نعمت بقول ہمارے آریہ دوستوں کے ایک ویدوں کا پیرو تو ہرگز حاصل نہیں کرسکتا۔ ہاں یہ اسلام کی تعلیم ہے۔ غرضیکہ پرمہنس سری رام کرشن نے جو بھی اللہ تعالےٰ کے انعام و اکرام حاصل کئے۔ وہ ویدک مذہب سے الگ ہوکر اور اسلام کے قریب آکر۔

ایک دفعہ کلکتہ میں ایک گریجوایٹ ان کے ملنے کے لئے آیا۔ اس نے پرمہنس کو کہا۔ کہ آپ تو پاگلوں کی طرح معلوم ہوتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کے دماغ میں خلل ہے۔ آپ فوراً بغیر جواب دئے اندر چلے گئے۔ اور خدا کے حضور گریہ و زاری کرنے لگے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آکر کہنے لگے۔ کہ بھگوان کہتا ہے۔ کہ میں راستی پر ہوں۔ اور آپ کی سمجھ کا قصور ہے اس شخص پر ان الفاظ کی ایسی تاثیر پڑی کہ وہ اسیوقت سے ان کا مرید ہوگیا۔

ہر ایک مشکل میں اللہ کے حضور گرنا

اب ہر ایک مشکل کے لئے اللہ کے حضور گرنا اور دعا کرنا یہ صرف اسلام کا ہی عقیدہ ہے۔ اور کسی مذہب کا نہیں ہے۔ کیونکہ خدا کے حضور وہی گرے گا۔ جو یہ سمجھے گا۔ کہ مجھے آگے سے بھی کچھ جواب ملے گا۔ جو یہ سمجھتا ہے۔ کہ وہ شخص جس کو میں بلاتا ہوں۔ خواہ ہزار سر ٹپکوں خواہ لاکھ روؤں۔ خواہ کچھ کروں وہ ہرگز نہیں بولیگا۔ تو ایسے شخص کے بلانے کے لئے کبھی انسان کے دل میں خواہش بھی نہیں ہوسکتی۔ اب ہر ایک مشکل کے وقت پرمہنس کا اللہ کے حضور گر جانا اس سے سمجھ لو۔ کہ آپ ایشور کو بولنے والا سمجھتے تھے۔ یا نہ بولنے والا۔ اور یہ عقیدہ اسلام کا ہے۔ یا کسی اور مذہب کا۔

غرضیکہ جب ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ وہ بنگال کی بیداری کا دیوتا جس نے اپنے جنجوڑ سے اہل بنگال کو جگایا۔ جس کی شاگردی کے لئے بڑے بڑے گریجوئیٹوں اور عالموں کو فخر ہے اور بنگال میں جس نے اپنی روحانی کشش سے بچے بچے کے دل میں اپنا گھر بنا لیا ہے۔ اور جس کی روحانیت نے برہم دھرم کو بنگال میں شکست فاش دی۔ جس کے شاگردوں نے امریکہ پہنچ کر لوگوں کو جگایا۔ اور بڑے بڑے

اللہ تعالےٰ کا ہم پر کسقدر احسان ہے

تعلیم یافتہ لوگوں نے سری رام کرشن پرمہنس کا حلقہ بگوش ہونا باعث عزت و تفخر سمجھا۔ درحقیقت اس شخص نے اسلامی اصولوں پر کاربند ہوکر یہ عروج حاصل کیا۔ جب ہمارے دل میں یہ خیال آتا ہے۔ واللہ ہمارا دل مارے خوشی کے بلیوں اچھلنے لگتا ہے۔ اور ہم مارے خوشی کے آپے سے باہر ہوجاتے ہیں۔ کہ مولیٰ کریم نے ہمیں ایسا اکمل اور اتم دین عطا فرمایا کہ جس کی حلقہ بگوشی سے لوگ حیوان سے انسان اور انسان سے باخدا انسان بن گئے۔ جب ہمارے دل میں یہ بات آتی ہے۔ تو بیساختہ

اللھم صلی علیٰ محمدٍ و علیٰ آل محمدٍ کما صلیت علیٰ ابراھیم و علیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید۔ کی پریم بھری صدا نکلتی ہے

حق العباد

متھرا بابو مالدار بنگالی آپ کے نہایت مخلص اور عقیدتمندوں میں تھا۔ انہوں نے سری رام کرشن پرمہنس کو بندرابن اور بنارس کی سیر کرائی۔ تیرتھوں پر آپ نے بڑی خیرات کی۔ راستہ میں ایک جگہ سے گزرے جہاں کے لوگ قحط کی وجہ سے نہایت مفلوک الحال تھے۔ آپ نے کہا۔ کہ جب تک ان کی تنگی دور نہ ہوگی۔ یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ متھرا بابو نے وہاں سدابرت لگا دیا۔ اور لوگوں کی نقدی وغیرہ سے بھی کافی مدد کی۔ تقریباً ایک لاکھ روپیہ متھرا بابو کا وہاں خرچ آیا۔ اس سے آپ اندازہ لگالو۔ کہ پرمہنس کے دل میں بنی نوع انسان کی کسقدر خیرخواہی تھی۔ اور پھر آپ کے مریدوں کے اندر آپ کے لئے کس قدر شردھا اور پریم اخلاص اور عقیدت تھی۔ کہ صرف گورو کے ادنےٰ سے اشارہ سے ہی انہوں نے ایک لاکھ روپیہ کے قریب خرچ کردیا۔ اس سے اندازہ لگا لو۔ کہ پرمہنس کا عرفان اپنے عقیدتمندوں کے دلوں پر کسقدر زبردست حکومت کرتا تھا۔

استغنا

ایک دفعہ متھرا بابو نے کہا۔ کہ اگر حکم ہو۔ تو ایک لاکھ روپیہ آپ کے نام بنک میں جمع کرادیا جاوے۔ ہم خود ہی اس کا منافع لے آیا کریں گے۔ آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ مگر آپ نے نہایت لاپرواہی سے انکار کردیا۔ کہ "ہمیں روپیہ سے کیا سروکار۔ بھگوان سب ہمارے کام کرتا ہے" پھر روپیہ کیوں جمع کریں۔ کیا آپ کا یہ مطلب ہے۔ کہ مرتے وقت یہ حسرت دل میں رہ جائے۔ کہ ہمارا لاکھ روپیہ بنک میں جمع ہے

KHILAFAT LIBRARY

غرضیکہ حق العباد کی پاسداری حق کا اظہار اس امر پر کافی و وافی روشنی ڈالتا ہے۔ کہ پرمہنس صاحب ویدک دھرم کے پیرو ہرگز نہ تھے۔ کیونکہ جہاں ویدک دھرم میں یہ تعلیم ہو۔ کہ

شودر کو عقل مت سکھاؤ۔ ہون سے بچا ہوا اناج یا کھانا نہ دو۔ اور شودر کو مذہبی تبلیغ نہ کرو۔ (منو ادھیائے ۴ شلوک ۸۰)

اگر پرمہنس صاحب ویدوں کے پیرو ہوتے۔ تو کبھی انہیں شودر۔ ویش۔ برہمن وغیرہ کی تفریق کے بغیر بحیثیت بنی نوع انسان ان کے قلب ان کی تنگدستی اور پریشان حالی کو دیکھ کر پرورش اور دستگیری کا خیال پیدا ہوتا۔ بنی نوع انسان سے بحیثیت بنی نوع انسان کے بغیر کسی امتیاز کے اپنے اندر محبت اور ہمدردی والا دل رکھنا یہ صرف اسلام کا ہی عقیدہ ہے۔ جس کی کتاب میں سب سے پہلے خداوند تعالے نے یہ تعلیم دی ہے۔ الحمد للہ رب العالمین یعنے سب تعریفیں اُس خدا کے لئے ہیں۔ جو مسلمان۔ پارسی۔ جینی۔ بدھ۔ آریہ وغیرہ کا رب نہیں ہے۔ بلکہ سب کا رب ہے۔ یہ سنہری تعلیم سوائے قرآن مجید کے ہمیں کسی اور کتاب میں نہیں ملتی۔ وید مقدس ہمارے سامنے ایسی تعلیم نہیں رکھتا۔ بلکہ اس کے برخلاف برہمن چھتری ویش۔ شودر۔ کی نہایت غالب تفریق اور غایت امتیاز پائی جاتی ہے۔ اب سمجھ لو۔ کہ پرمہنس نے بنی نوع انسان کے ساتھ ایسے برتاؤ کا سبق وید مقدس سے حاصل کیا یا قرآن شریف سے ۔

عجز و انکساری

یہ مسلم شدہ امر ہے کہ خدا کے بندوں کے قلوب میں کبھی تکبر و نخوت اور رعونت نہیں ہوا کرتی۔ وہ بڑے سادہ مزاج ہوتے ہیں۔ انکساری اور عاجزی اور فروتنی کا وہ نمونہ جیسے انبیاء میں تھا یہی بات پرمہنس میں بھی پائی جاتی تھی

پرمہنس صاحب کا یہ وطیرہ تھا۔ کہ جو کوئی انہیں ملنے آئے۔ اسے پہلے سلام کریں۔ اور جس جگہ خدا کا کوئی پیارا بھگت سن پائیں۔ خواہ وہ کسی مذہب وملت کا ہو۔ خود چلکر اس کی زیارت کو جائیں۔ چنانچہ آپ یہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ:۔

"کھلے ہوئے پھول کے پاس مکھی چلکر آیا کرتی ہے۔ کبھی پھول مکھی کے پاس نہیں جایا کرتا"۔

بابو کشیب چندر اور سری رام کرشن پرمہنس

ان دنوں برہمو سماج کے لیڈر بابو کشیب چندر سین کا بہت ہی شہرہ تھا۔ اور ہندوستان سے گذر کر امریکہ میں بھی بابو کشیب چندر سین کا ڈنکہ بج رہا ہے۔ مقام بلگھاریہ میں جو کشنشر سے ۲½ میل کے فاصلہ پر تھا۔ بابو صاحب اُترے ہوئے تھے۔ انہوں نے جب شری رام کرشن پرمہنس کی شہرت سنی۔ تو ان کے ملنے کے لئے آئے۔ ان کے سادہ مگر معرفت کی باتوں کو سنکر دنگ رہ گئے۔ پھر تو ہر روز آپ کے پاس آنے لگے۔ اور جب پرمہنس وجد کے عالم میں ہوتے۔ تو آپ ان کے پاؤں چوما کرتے۔ تا کہ میں بھی اس نور سے منور ہو جاؤں۔ حقیقتاً پرمہنس کی صحبت سے بابو کشیب چندر سین میں ایک خاص بات پیدا کر دی۔ وہ بات جو انہیں برہمو سماج کی سالہا سال کی خشک تعلیم سے میسر آئی وہ انہیں خدا کے ایک بھگت کی تھوڑی سی سنگت اور صحبت سے حاصل ہو گئی۔ چنانچہ بابو کشیب چندر سین صاحب اپنی ایک کتاب میں پرمہنس کی صحبت صالحہ کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:۔

KHILAFAT LIBRARY

"مجھ میں بھگتی و پریم (عشق الٰہی) کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ گو میں۔ ایمان۔ ویراگ (ترک دنیا) اور گیان (عرفان) کو خوب سمجھتا تھا۔ لیکن ان سے مجھے کوئی سرور حاصل نہیں ہوتا تھا۔ لیکن پرمہنس جی کی مہربانی سے پریم بھگتی کا رس چکھا ہے"۔

اس تحریر کا نکلنا تھا۔ کہ بنگال کے کل تعلیم یافتہ گریجویٹ وغیرہ کثرت سے ٹوٹ پڑے۔ اور مخلوق کا اژدہام ہر وقت پرمہنس کے ڈیرہ پر لگا رہتا تھا اور آپ انہیں برابر وعظ و تلقین میں دن رات مصروف رہتے۔ بڑے بڑے تعلیم یافتہ پرمہنس کے سامنے دو زانو بیٹھنا اپنے لئے فخر کا موجب سمجھتے تھے۔ اس ان پڑھ نے سب پڑھے ہوؤں اور رسموں فاضلوں کے قلوب پر الٰہی گیان اور ویراگ میں سے اسقدر فتح حاصل کی۔ کہ بڑے بڑے مالدار اور عالم و فاضل اس کے ایک اشارہ سے اپنے سب خواہشات کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے ۔

مگر سب سے بڑھ کر لطف کی بات یہ ہے۔ کہ کہ شری پرمہنس نے ویدک دھرم میں رہ کر یہ گیان حاصل نہیں کیا۔ بلکہ ویدک مذہب سے الگ ہو کر اور اسلام کی شرن لے کر ۔

پرمہنس نے یہ سب خوبیاں اسلام سے حاصل کیں

ویدک دھرم یہ کہتا ہے۔ کہ ایشور پہلے آدی سرشٹی یعنی شروع دنیا میں بولا۔ مگر اب وہ کسی سے کلام نہیں کرتا۔ مگر پرمہنس صاحب صریح اس اصول کے مخالف تھے۔ اور انکا عقیدہ تھا۔ کہ جسطرح پہلے ایشور نے کلام کیا۔ اب بھی اسی طرح کرتا ہے۔ اور یہ اسلام کا عقیدہ ہے۔ پھر آپ کا عقیدہ تھا۔ کہ سب ملکر خدا کی عبادت کرو۔ اور جس جگہ بہت سی گردنیں خدا کے حضور نیاز ہوں تم بھی اپنے سر کو وہیں رکھدو کیونکہ جس جگہ اتنی گردنیں خداوند تعالے کے حضور جھکی ہوتی ہیں وہاں خدا کا جلال ضرور ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ قرآن شریف کی تعلیم ہے جیسا کہ قرآن شریف میں وارد ہے۔ وارکعوا مع الراکعین۔ غرضیکہ سری رام کرشن پرمہنس نے جسقدر بھی روحانی عروج اور ترقی حاصل کی وہ ہندو دھرم سے الگ ہو کر اور اسلام کے قریب آ کر۔ چنانچہ سری رام کرشن پرمہنس کے بعض ملفوظات اسلامی روحانیت کا رنگ لئے ہوئے ہیں ؛

سری رام کرشن پرمہنس کے قول

KHILAFAT LIBRARY

ـا تو دیکھتا ہے۔ کہ رات کو آسمان پر تارے دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن جب سورج نکلتا ہے تو وہ دکھائی نہیں دیتے کیا تو کہہ سکتا ہے کہ دن کے وقت آسمان پر ستارے موجود نہیں۔ پس اے انسان اگر تجھے جہالت کے ایام میں قادر مطلق خدا نظر نہیں آتا۔ تو یہ مت کہہ کہ خدا کا وجود ہی نہیں ہے۔ قرآن شریف میں اس امر کو نہایت ہی احسن طریقہ سے بیان فرمایا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں وارد ہے۔

تسبح لہ السمٰوٰت السبع والارض ومن فیھن وان من شئی الا یسبح بحمدہ ولٰکن لا تفقھون تسبیحھم انہ کان حلیما غفورا ۝ (بنی اسرائیل ع۵) تسبیح کرتے ہیں واسطے اس کے آسمان ساتوں اور زمین اور جو کوئی بیچ ان کے ہے اور نہیں کوئی چیز مگر تسبیح کرتی ہے ساتھ تعریف اسکے ولیکن نہیں سمجھتے تم تسبیح ان کی تحقیق وہ ہے تحمل والا بخشنے والا ٭

عـ۲ ـ نارائن (خدا) تمام پانیوں پر حرکت کر رہا ہے۔ لیکن ہر ایک پانی پینے کے قابل نہیں ہوتا۔ اسی طرح گو یہ سچ ہے۔ کہ خدا ہر جگہ حاضر و موجود ہے۔ لیکن ہر ایک جگہ انسان کے دیکھنے کے لائق نہیں۔ ایک پانی صرف پاؤں دھونے کے کام آتا ہے۔ دوسرا غسل کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ تیسرا پینے کے قابل ہے مگر ایک ایسا پانی ہے جس کو چھونا بھی جائز نہیں اس طرح مختلف مقامات ہیں۔ کہیں تو ہم جا سکتے ہیں کسی میں رہ سکتے ہیں۔ اور بعض ایسے ہیں۔ کہ ہمیں ان سے دور ہی رہنا مناسب ہے۔ پھر حدیث میں ہے والرجز فاھجر۔ سورہ مدثر۔ پلیدی کو پیچھے چھوڑ دے من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ ......

یہ امور ہمیں کما حقہ اس امر کا یقین دلاتے ہیں۔ کہ سری رام کرشن پرمہنس نے ویدوں سے روحانیت کو حاصل نہیں کیا بلکہ قرآن شریف کی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر

عـ۳ ـ جس طرح اکثر آدمیوں نے برف کی نسبت سنا تو ہے مگر اسے دیکھا نہیں۔ اس طرح بہت سے مذہبی وعظ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ انہوں نے خدا کی صفات کا بیان صرف کتابوں میں پڑھا ہے۔ مگر اپنی زندگی میں اسے پہچانا نہیں بعض نے برف کو دیکھا تو ہے۔ مگر اس کا مزہ نہیں چکھا ویسے ہی بعض مذہبی واعظوں نے الٰہی جلال کی ایک جھلک تو پائی ہے۔ مگر اس کی اصلی ذات یا ماہیت کو شناخت نہیں کیا۔ لیکن جس نے برف کا مزہ چکھا ہے وہی بتا سکتا ہے۔ کہ برف کیا چیز ہے اسی طرح جس نے الٰہی حضور کا لطف مختلف صورتوں میں اٹھایا ہے یعنی کبھی بحیثیت بندہ کے۔ کبھی بحیثیت دوست کے کبھی بحیثیت عاشق کے اور کبھی بحیثیت فنا فی اللہ کے صرف وہی بتا سکتا ہے۔ کہ خدا کی صفات کیا ہیں۔ اس امر کو قرآن شریف نے نہایت عمدگی سے بیان فرمایا ہے۔

وضرب اللہ مثلا رجلین احدھما ابکم لا یقدر علی شئی وھو کل علی مولٰہ اینما یوجھہ لا یات بخیر ھل یستوی ھو ومن یامر بالعدل وھو علی صراط مستقیم ۝ (سورہ نحل ع۹)

اور بیان کی مثال اللہ نے دو مردوں کی ایک ان دونو کا گونگا ہے۔ نہیں قدرت رکھتا اوپر کسی چیز کے اور وہ بوجھ ہے اوپر مالک اپنے کے جدھر بھیجے اس کو نہیں لاتا بھلائی کیا برابر ہوتا ہے وہ اور جو شخص حکم کرتا ہے ساتھ انصاف کے اور وہ اوپر راہ سیدھی کے۔

غرضیکہ پرمہنس کے ہر ایک اصول پر نظر ڈالکر دیکھ لو کہ پرمہنس صاحب نے اپنے ہر ایک اصول کو قرآن شریف سے اخذ کیا ہے۔ پرمہنس صاحب خدا کی شناخت پر بڑا زور دیتے ہیں۔ بدوں الہام یا آکاش بانی کے ہرگز خدا کی معرفت نصیب نہیں ہو سکتی ویدک دھرم کے پیرو یہ کہتے ہیں کہ شروع دنیا میں تو خدا اپنے رشیوں سے ہم کلام ہوا۔ مگر اب وہ کسی سے ہمکلام نہیں ہوتا قرآن شریف یہ کہتا ہے کہ جس طرح شروع دنیا میں خدا اپنے بندوں سے ہمکلام ہوا۔ اب بھی اسی طرح ہو سکتا ہے اور ہوتا ہے اور یہی عقیدہ پرمہنس صاحب کا ہے اب سمجھ لو۔ کہ پرمہنس نے یہ عقیدہ قرآن شریف سے حاصل کیا یا ویدوں سے ٭

عـ۴ ـ جس طرح تیل کے بغیر چراغ نہیں جل سکتا ہے اسی طرح انسان بھی بغیر پرماتما کے زندہ نہیں رہ سکتا اس کے متعلق قرآن شریف فرماتا ہے۔

الحی القیوم - اللہ الصمد۔ کل شئی ھالک الا وجھہ لہ الحکم والیہ ترجعون (القصص ع۹)

رب العالمین وہ زندہ جاوید ہے۔ قائم رہنے والا ہے وہ سب کا سہارا ہے ہر ایک چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر ذات اس کی واسطے اس کے حکم اور عزت اس کی طرف پھیر جاؤ گے

عـ۵ ـ خدا ہاتھی کو سوئی کے ناکے میں سے گذار سکتا ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ اس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے علی کل شئی قدیر غالبًا علی امرہ ٭

وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ اور ہر ایک پر غالب ہے ویدوں کا عقیدہ تمند ہرگز یہ نہیں کہیگا۔ کہ خدا جو چاہے کر سکتا ہے۔ کیونکہ اس کے نزدیک تو انسان اچھا کام کریگا۔ تو اچھا بدلا ملیگا۔ اور اگر برا کام کریگا تو برا بدلا ملیگا اس میں خداوند بابر بھی نہ ادھر کر سکتا ہے نہ ادھر۔

عـ۶ ـ زمین کا مالک کتنا ہی امیر اور دولتمند کیوں نہ ہو مگر جو ایک کاشتکار محبت بھرے دل کے ساتھ ایک چیز اس کے سامنے پیش کرتا ہے۔ تو وہ اسے بڑی فرحت اور خوشی کے ساتھ قبول کرتا ہے۔ اسی طرح پرمیشور بے نیاز ہونے پر بھی ہمارے ناچیز تحفوں کو قبول کرتا ہے۔ قرآن شریف میں اس امر کو نہایت ہی احسن طریقہ سے بیان فرمایا گیا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں وارد ہے ٭

لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ولٰکن ینالہ التقوٰی منکم (سورہ حج ع۵) ہرگز نہ پہنچیگا اللہ کو گوشت ان کا اور نہ لہو ان کا ولیکن پہنچیگی اس کو پرہیزگاری تمہاری ٭

عـ۷ ـ جس گھر میں ہمیشہ خدا کی حمد گائی جائے۔ وہاں شیطان کبھی داخل نہیں ہوتا ٭ اس کے متعلق قرآن شریف میں بیان فرمایا ہے ٭

ان عبادی لیس لک علیھم سلطٰن وکفٰی بربک

وکیلا (بنی اسرائیل ع۷)

تحقیق میرے بندے نہیں واسطے ترے اوپر انکے غلبہ. کفایت ہے پروردگار تیرا کارسازہ؛ یعنی جو اللہ کے بندے ہیں ان پر شیطان کا غلبہ نہیں اور جس گھر میں خدا کی حمد گائی جاتی ہے وہاں شیطان کا دخل نہیں ہے۔ یہی پرمہنس کا عقیدہ ہے۔ اب ایک ویدوں کا عقیدۃ مند شیطان کے تصرف کو نہیں مانیگا۔ اسی سے ہی سمجھ لو۔ کہ پرمہنس صاحب نے یہ تعلیم ویدوں سے حاصل کی یا قرآن مجید سے۔

ع۸ جب سلاب آتا ہے۔ تو دریا اور ندیاں لبریز ہو جاتے ہیں۔ اور تمام متصلہ زمین پر پانی ہی پانی ہو جاتا ہے لیکن بارش کا پانی مقررہ ندیوں میں ہی جاری رہتا ہے اسی طرح جب کوئی اوتار زمین پر آتا ہے۔ تو تمام لوگ اس کی طفیل نجات پا جاتے ہیں اور سدھ پرش (کامل انسان) ریاضت اور زہد کے ذریعہ اپنے آپ ہی کو بچاتے ہیں۔ اس کے متعلق قرآن شریف میں وارد ہے انزل من السماء ماء فسالت اودیۃ بقدرھا فاحتمل السیل زبدا رابیا؛ اتارا آسمان سے پانی پس بہنے نالے ساتھ اندازہ اپنے کے پس اٹھا لیا جھاگ ... یعنی بارش ہوتی ہے تو تمام زمین اپنی روئیدگی باہر نکال دیتی ہے یہی حال روحانی بارش کا ہے۔ جب آتی ہے تو تمام جگہ توحید کی جھلک نمایاں ہو جاتی ہے

ع۹ جب کوئی بڑا بھاری درخت دریا میں گر پڑتا ہے تو سینکڑوں آدمی اس پر سوار ہو جاتے ہیں۔ اور وہ پانی میں ڈوبتا نہیں۔ لیکن دریا میں تیرتا ہوا ایک تنکا ایک کوّے کے بوجھ سے ڈوب جاتا ہے اسی طرح جب کوئی اوتار (پیغمبر) ہوتا ہے۔ تو بکثرت لوگ اس کی پناہ میں آکر نجات پاتے ہیں۔ لیکن سدھ پرش (نیک آدمی) زہد و ریاضت سے صرف اپنے آپ کو ہی بچا سکتے ہیں۔ اس کے متعلق قرآن کریم میں نہایت عمدگی سے بیان فرمایا گیا ہے۔ ھوالذی انزل من السماء ماء لکم منہ شراب ومنہ شجر فیہ تسیمون ۰ ینبت لکم بہ الزرع والزیتون والنخیل والاعناب ومن کل الثمرات ان فی ذلک لآیۃ لقوم یتفکرون ۰ (سورۃ النحل ع۲) وہ ہے جس نے اتارا آسمان سے پانی واسطے تمہارے اس میں سے پینا ہے۔ اور اس میں سے درخت ہیں۔ کہ بیچ اس کے چگاتے ہو اگاتے ہو واسطے تمہارے ساتھ اس کے کھیتی اور زیتون اور کھجور سے اور انگور اور ہر ایک میووں سے۔ تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانی ہے واسطے اس قوم کے کہ فکر کرتے ہیں۔

اب ایک ویدوں کا عقیدتمند ہرگز یہ نہیں کہیگا۔ بلکہ وہ تو اس جنم کے سکھ اور دکھ کو اپنے پچھلے جنم کے اعمال پر ہی محمول کریگا؛

KHILAFAT LIBRARY

ع۱۰ جب بھگوان سری رام چندر اس دنیا میں آئے تو اس وقت صرف سات مہاتماؤں نے انہیں پہچانا کہ وہ پرمیشور کے اوتار ہیں۔ اسی طرح جب کبھی پرمیشور پردہ دنیا پر آیا ہے (یعنی نبی کا ظہور ہوتا ہے) تو بہت کم آدمی اس کی الوہیت کو سمجھ سکتے ہیں اور اسے پہچان سکتے ہیں۔ اس کے متعلق قرآن میں وارد ہے ولکن اکثر الناس لا یومنون۔ اور اکثر ہیں جو ایمان نہیں لاتے؛

ع۱۱ اوتار برہم کا رسول ہوتا ہے۔ یا یوں کہو کہ وہ ایک زبردست بادشاہ کا وائسرائے (نائب) ہوتا ہے۔ جیسے کہ جب کسی دور و دراز صوبے میں کچھ فساد ہوتا ہے۔ تو بادشاہ اپنے نائب کو فساد مٹانے کے لئے وہاں بھیجتا ہے۔ ویسے ہی جب کبھی دنیا کے حصہ میں مذہب کی بنیاد کھوکھلی ہو جاتی ہے تو پرمیشور اوتار کو بھیجتا ہے اس کے متعلق قرآن مجید میں وارد ہے۔

ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقھم بعض الذی عملوا لعلھم یرجعون

پھیل گیا فساد بیچ جنگل کے اور دریا کے بسبب اس چیز کے کہ کمایا ہے ہاتھوں لوگوں کے نے تاکہ چکھا دے ان کو بعض اس چیز کا کہ کرتے ہیں۔ تاکہ وہ پھر ڈریں۔

ع۱۲ بعض موسموں میں عمیق کنوؤں میں سے بمشکل پانی لیا جاتا ہے۔ لیکن جب برسات کے موسم میں سیلاب آتے ہیں۔ تو پانی بآسانی ہر جگہ مل جاتا ہے اسی طرح معمولی طور پر تپسیا (ریاضت) کے ذریعہ نہایت تکلیف اور محنت کے ساتھ خدا تک پہنچا جا سکتا ہے۔ لیکن جب اوتار (نبی) کی برکتوں کا سیلاب دنیا پر پھیل جاتا ہے تو خدا ہر کہیں صاف دکھائی دیتا ہے۔

ایک سدھ پرش (نیک انسان) بیلدار (وہ لوگ جو زمین میں پورانے مدفونہ جواہرات کا کسی خاص علم سے صحیح پتا بتا سکتے ہیں) کی مانند ہوتا ہے۔ جو خس و خاشاک دور کر کے ایک پرانے کنوئیں کو نکالتا ہے جس پر مدت ہائے مدید کے عدم استعمال کی وجہ سے کائی وغیرہ اگی ہوتی ہے۔ لیکن اوتار وہ بڑا انجینیر ہے۔ جو ایسی جگہ بالکل نیا کنواں نکالتا ہے۔ جہاں پہلے مطلق پانی نہیں ہوتا۔ پس بزرگ آدمی صرف انہیں لوگوں کو نجات دے سکتے ہیں۔ جن میں پرہیزگاری اور نیکی کا پانی نہاں ہوتا ہے لیکن اوتار (نبی) اس شخص کو بھی نجات دیتا ہے۔ جس دل میں محبت الٰہی مطلق نہیں اور بالکل خشک صحرا کی طرح ہوتا ہے۔ اس کے متعلق قرآن مجید میں وارد ہے اور نہایت احسن طریقہ سے بیان فرمایا ہے کہ خدا یخرج حیّ من المیت فانزلنا بہ الماء فاخرجنا بہ من کل الثمرات کذالک نخرج الموتیٰ لعلکم تذکرون؛ (اعراف ع۱۳) وہی نکالتا ہے زندگی موت سے۔ پس اتارتے ہیں ہم ساتھ اس کے پانی۔ پس نکالتے ہیں ہم اس سے ہر طرح کے میوے۔ اسی طرح ہم نکالینگے مردوں کو تاکہ تم نصیحت پکڑو۔ قرآن شریف یہ کہتا ہے کہ خدا اس قدر قدرتوں والا ہے کہ وہ مردہ کو زندہ کرتا ہے اور یہی پرمہنس کہتے ہیں کہ اوتار (نبی) اس شخص کو بھی خدا کے فضل سے نجات دیتا ہے جو بالکل خشک لکڑی کی طرح ہو یعنی اس میں زندگی بالکل نہ ہو۔ مگر ایک ویدوں کا پیرو ہرگز یہ بات نہیں کہیگا۔ وہ تو ہر حالت میں اپنے پچھلے جنم کے اعمال کو ہی مقدم کہیگا اور کہیگا۔ کہ میرے پچھلے اعمال ہی میرے سکھ اور دکھ کے موجب ہیں۔ اس میں اور کسی کا دخل نہیں ہے

اب اس سے اندازہ لگالو کہ برہنس صاحب نے یہ تعلیم ویدوں سے حاصل کی یا قرآن مجید سے ؟

۱۳ اوتار (نبی) کا برہم کے ساتھ وہی تعلق ہے جو لہروں کو سمندر کے ساتھ ہے اس کے متعلق قرآن شریف فرماتا ہے ۔ وما ینطق عن الھوی۔ ان ھو الا وحی یوحی علمہ شدید القوی ذو مرۃ فاستوی ہ (النجم پ ۲۷) نہیں بولتا اپنی خواہش سے نہیں وہ مگر وحی کہ بھیجی جاتی ہے۔ سکھلایا اس کو سخت قوتوں والے نے صاحب قوت ہے پس پورا نظر آیا ؛

KHILAFAT LIBRARY

۱۴ دنیا میں پانچ قسم کے سدھ پرش (عابد لوگ) ہوتے ہیں (۱) سپن سدھ وہ ہیں ۔ جو خواب میں الہام پاکر الیشور کا دیدار حاصل کرتے ہیں ۔ (۲) منتر سدھ وہ ہیں ۔ جو کسی منتر (وہ خاص اسمائے آلہی جو گرو چیلے کے کان میں کہتا ہے) کی مشق کر کے دیدار آلہی حاصل کرتے ہیں (۳) ہاتھت سدھ وہ ہیں ۔ جو دفعتاً کمال کو پہنچ جاتے ہیں ۔ جیسے کہ ایک غریب آدمی ایک خزانہ پاکر یا کسی دولت مند خاندان میں شادی کرا کر دفعتہً امیر بن جاتا ہے اسی طرح کوئی ایک گنہگار دفعتہً پاک بن کے خدا کی بادشاہت میں داخل ہوتے ہیں ۔ (۴) کرپا سدھ وہ ہیں ۔ جو محض اللہ کے فضل وکرم سے کامل بن جاتے ہیں ۔ جیسے کہ کوئی غریب آدمی محض بادشاہ کی عنایت سے امیر بن جاتا ہے ؛ (۵) نت سدھ (پیدائشی معصوم) وہ ہیں ۔ جو پیدائشی کامل ہوتے ہیں ۔ جیسے کہ کدو کی بیل پہلے پھل لاتی ہے ۔ اور پھول پیچھے ۔ ویسے ہی نت سدھ پیدائش سے ہی سدھ ہوتا ہے ۔ اور اس کی تمام کوششیں کامل ہونے کے متعلق صرف دیگروں کے لئے نمونہ قائم کرنے کیواسطے ہوتی ہیں ۔ اس کے متعلق قرآن شریف نے نہایت مختصر وعمدہ مثال بیان فرمائی ہے وضرب اللہ مثلا للذین امنوا امرات فرعون اذ قالت رب ابن لی عندک بیتا فی الجنۃ ونجنی من فرعون وعملہ ونجنی من قوم الظلمین ہ ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا وصدقت بکلمت ربھا وکتبہ وکانت من القنتین (الملک پ ۲۸) اور بیان کی خدا نے مثال واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے عورت فرعون کی جس وقت کہا ۔ اس عورت نے اے رب میرے بنا واسطے میرے نزدیک اپنے گھر بیچ بہشت کے اور نجات دے مجھکو فرعون سے اور عمل اس کے سے اور نجات دے مجھکو قوم ظالموں کی سے اور مریم بیٹی عمران کی جس نے محافظت کی شرمگاہ اپنی کی ۔ پس پھونکا ہم نے بیچ اس کے روح اپنی کو اور مانتی تھی بیچ باتوں پروردگار اپنے کو اور کتابوں اس کی کو اور تھی فرمان برداروں سے ؛

اس جگہ اللہ نے دو مثالیں بیان فرمائی ہیں ایک فرعون کی عورت جو کوشش اور سعی سے نیکی کے دروازہ تک پہنچی اور دوسرے مریم صدیقہ جس پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل نازل ہوا ۔ اور اللہ تعالے نے اسے پاک کیا ۔ اور وہ ہر برائی سے بچی اور خدا اس سے ہمکلام ہوا ۔ سعی کے ساتھ آلہی فضل کا ہونا بھی ضروری ہے بدوں آلہی فضل کے انسان مقرب ایزدی نہیں ہو سکتا ۔

۱۵ قصہ کہانیوں میں ایک قسم کے پرند کا ذکر آتا ہے جس کو ہما کہتے ہیں ۔ اس کی نسبت مشہور ہے ۔ کہ وہ بہت بلند آسمان پر رہتا ہے اور اس نے اس مسکن کو ایسا پسند کیا ہے کہ وہاں سے نیچے آنا نہیں چاہتا ۔ چنانچہ جب وہ انڈے دیتا ہے ۔ اور وہ انڈے زمین کی کشش سے زمین کی طرف آنے شروع ہوتے ہیں ۔ تو وہ درمیان میں آکر پھٹ جاتے ہیں اور ان میں سے بچے نکل پڑتے ہیں ۔ جب بچے انڈوں سے نکلتے ہی دیکھتے ہیں ۔ کہ وہ زمین کی طرف جا رہے ہیں ۔ تو وہ جھٹ زمین کی طرف سے منہ موڑ کر آسمان کی طرف اڑنا شروع کر دیتے ہیں ۔ اور شعور حیوانی کی مدد سے اپنے مسکن پر پہنچ جاتے ہیں ۔ ایسے ہی اوتار ہما کے بچوں کی طرح ہوتے ہیں ۔ جو بچپن میں ہی زمین کی اشیاء سے تعلق قطع کر لیتے ہیں اور حقیقی گیان (عرفان) اور آلہی نور کے اعلیٰ ممالک کی طرف دھیان لگا لیتے ہیں ۔ بس یہی لوگ نت سدھ کہلاتے ہیں (پیدائشی کامل) قرآن میں وارد ہے ۔ بل تؤثرون الحیوۃ الدنیا والاخرۃ خیر وابقی ان ھذا لفی الصحف الاولی ۔ بلکہ اختیار کرتے ہو تم زندگانی دنیا کی اور آخرت بہت بہتر ہے اور بہت باقی رہنے والی اور تحقیق یہ البتہ بیچ صحیفوں پہلوں کے ہے ؛

اس جگہ قرآن شریف نے فرمایا ہے کہ دنیا کی نسبت آخرت زیادہ عزیز ہونی چاہئے ۔ کیونکہ دنیا کی رہائش عارضی ہے اور آخرت ہمیشہ رہنے والی ہے ۔ اور جو چیز ہمیشہ رہنے والی ہو ۔ اس کے حصول کے لئے زیادہ کوشاں ہونا چاہئے ۔ آخرت کے تقدم کے متعلق مختلف صحائف میں کثرت سے ذکر ہے ؛

۱۶ ہوا صندل کی خوشبو اور غلاظت کو دور اڑا لیجاتی ہے ۔ لیکن کسی سے ملتی نہیں ۔ اسی طرح کامل مرد اس دنیا میں رہتے ہیں مگر اس سے آلودہ نہیں ہوتے کامل مرد دنیا میں کنول کے پھول یا دلدل کی مچھلی کی طرح ہوتا ہے ۔ نہ تو کنول پانی سے بھیگتا اور نہ ہی دلدل کی مچھلی کیچڑ سے آلودہ ہوتی ہے ؛

۱۷ جیسے کہ آبی جانور یعنی ماہی خور پانی میں غوطہ لگاتا ہے اور اس کی کلغی تر نہیں ہوتی ۔ اسی طرح سدھ پرش (کامل انسان) دنیا میں رہتا ہے مگر دنیاوی تعلقات سے مس تک نہیں کرتا ۔ ۱۸ جیسے کہ لوہا سنگ پارس کے چھونے سے سونا بن جاتا ہے ۔ پھر اسے چاہو مٹی کے اندر رکھو ۔ یا کسی غلاظت کے ڈھیر میں ۔ وہ سونا سونا ہی بنا رہیگا ۔ لوہا نہ ہو جاویگا ۔ اسی طرح وہ شخص بھی جس نے بھگوان کے چرن کمل سیرش یعنی خدا سے لگن لگائی ہے ۔ کرتے ہیں ۔ وہ دنیا کے اندر رہے یا جنگل کی تنہائی میں دن کاٹے ۔ اس پر کسی طرح کا برا اثر نہیں پڑ سکتا ۔

۱۹ سمندر کے بیچ میں سنگ مقناطیس کا چٹان جہاز کی آہنی میخ کھینچ لیتا ہے ۔ اور جہاز کے حصوں کو علیحدہ علیحدہ کر کے سمندر کی نذر کر دیتا ہے ۔ اسی طرح

جب انسانی روح کمل گیان کے مقناطیس سے کھچی جاتی ہے تو یہ مقناطیس دم بھر میں تمام اس کی شخصیت اور خود غرضی کا ستیاناس کر کے اسے خدا کی بے حد محبت کے سمندر میں غرق کر دیتا ہے ÷

KHILAFAT LIBRARY

۲۰۔ وصال آلہی و اطمینان قلب | جب تک آدمی بازار سے کچھ فاصلہ پر ہوتا ہے۔ تو اسے صرف ہو ہو کا شور ہی سنائی دیتا ہے۔ لیکن جب وہ بازار میں داخل ہوتا ہے تو پھر اسے وہ شور سنائی نہیں دیتا۔ بلکہ وہ صاف صاف معلوم کرتا ہے کوئی آلو کا سودا کر رہا ہے کوئی شلغم خرید رہا ہے علی ہذا القیاس اس طرح انسان جب تک خدا سے دور رہتا ہے۔ تو حجت۔ دلیل اور بحث کے شور و شغب میں پڑا رہتا ہے۔ لیکن وہ ایک دفعہ قادر مطلق خدا تک پہنچ جاتا ہے۔ تو تمام حجتیں اور دلائل اور مباحثے ختم ہو جاتے ہیں اور اسے آلہی اسرار نہایت واضح طور پر سمجھ میں آجاتے ہیں۔ قرآن شریف میں وارد ہے کہ۔

له دعوة الحق ط والذین یدعون من دونه لا یستجیبون لهم بشیء الا کباسط کفیه الی الماء لیبلغ فاه وما هو ببالغه وما دعاء الکفرین الا فی ضلل ۵ سورۃ الرعد ع ۲۔ واسطے اس کے ہے پکارنا سچا اور جو لوگوں کو پکارتے ہیں سوائے اس کے نہیں جواب دیتے ان کو ساتھ کسی چیز کے مگر جیسے کھولنے والا ہتھیلی اپنی کو طرف پانی کے تو کہ پہنچے منہ اس کے کو اور نہیں وہ پہونچنے والا اس کو اور نہیں دعا کافروں کی مگر بیچ گمراہی کے قرآن شریف نے صاف فرما دیا ہے کہ جب تک اصلیت کو حاصل نہ کیا جائے تب تک گیان یا معرفت آلہی ہرگز ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی۔

۲۱۔ دین دنیا پر مقدم | چھوٹے بچے ایک الگ کمرے میں اپنی خوشی سے کھلونوں کے ساتھ کھیلتے رہتے ہیں۔ لیکن جو کبھی ان کی ماں ادھر آنکلتی ہے وہ کھلونے پھینک دیتے ہیں اور دوڑ کر ماں ماں کہتے ہوئے اسے چمٹ جاتے ہیں۔ اسی طرح تم بھی اس دنیا میں دولت عزت اور شہرت کے کھلونوں کے ساتھ کھیلنے میں محو ہو رہے ہو اور تمہیں اور کوئی چنتا نہیں۔ لیکن ایک دفعہ اسی ماں کو اپنے اندر آتے دیکھلو۔ تو پھر تمہیں دولت عزت اور شہرت میں کوئی خوشی حاصل نہ ہوگی۔ اور تم سب چھوڑ چھاڑ کر آلہی ماں سے چمٹ جاؤ گے جیسا کہ قرآن شریف میں وارد ہے کہ

وما هذه الحیوة الدنیا الا لهو ولعب وان الدار الاخرة لهی الحیوان لو کانوا یعلمون ۵ العنکبوت ع ۷۔ اور نہیں یہ زندگانی دنیا کی مگر کھیل اور مشغولہ اور تحقیق گھر آخرت کا البتہ وہ ہے زندگانی اگر ہوتے جانتے ÷ یہ زندگانی تو ایک کھیل کی مانند ہے اور اصلی گھر تو آخرت ہی ہے جس میں دائمی رہائش ہوگی مگر لوگ بے علمی کی وجہ سے اس دار دنیا کے پیچھے دوڑتے ہیں۔ وہ جیسا سمجھو کہ ان کا یہی دائمی گھر ہے مگر جن لوگوں کو یہ علم ہو جاتا ہے۔ کہ یہ تو ایک عارضی رہائش ہے۔ اور دائمی رہائش تو آخرت ہی ہے وہ اس دنیا سے بے دل ہو کر آخرت کے سنوارنے کی فکر میں لگ جاتے ہیں۔

۲۲۔ دیدار آلہی | جب ایک انسان میدان میں کھڑا ہوتا ہے اور وہ چھوٹے چھوٹے گھاس اور لمبے کھجور کے درخت کو دیکھتا ہے۔ تو بول اٹھتا ہے دیکھو درخت کتنا بڑا ہے۔ اور گھاس کتنا چھوٹا ہے لیکن جب وہ کسی پہاڑ کی بلند چوٹی پر پہنچ کر میدان کو نیچے دیکھتا ہے تو اسے لمبا کھجور کا درخت ایک ہموار سبزہ زار کی طرح دکھائی دیتا ہے جس میں اونچ نیچ کا کچھ فرق نہیں ہوتا۔ اس طرح دنیا پرست آدمی کی نظر میں مختلف درجے اور مرتبے ہوتے ہیں۔ لیکن جب آلہی بصیرت کھل جاتی ہے تو اونچ نیچ کی کوئی تمیز نہیں رہتی۔ جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے کہ۔

وما هذه الحیوة الدنیا الا لهو ولعب وان الدار الاخرة لهی الحیوان لو کانوا یعلمون۔ العنکبوت ع ۷ اور نہیں یہ زندگانی دنیا کی مگر کھیل اور مشغولہ اور تحقیق گھر آخرت کا البتہ وہ ہے زندگانی اگر ہوتے جانتے

۲۳ خدا سے لگن | جب پروانہ ایک دفعہ شمع کو دیکھ لیتا ہے۔ پھر تاریکی میں واپس نہیں جاتا۔ چیونٹی بھی مٹھائی کے ڈھیر میں مر جاتی ہے۔ مگر اس سے ہٹتی نہیں۔ اسی طرح نیک عابد خوشی سے سب کچھ چھوڑ چھاڑ (تیاگ) اپنی جان اپنے خدا پر قربان کر دیتا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف فرماتا ہے

الله ولی الذین امنوا یخرجهم من الظلمت الی النور والذین کفروا اولیئهم الطاغوت یخرجونهم من النور الی الظلمت اولئک اصحب النار هم فیها خلدون ۵ البقرہ ع ۳۴۔ اللہ دوستدار ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے نکالتا ہے انکو اندھیروں سے طرف روشنی کے اور جو لوگ کہ کافر ہوئے دوست ان کے شیطان ہیں نکالتے ہیں انکو روشنی سے طرف اندھیروں کے یہ لوگ ہیں رہنے والے آگ کے وہ بیچ اس کے ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ یعنی جو لوگ اللہ کے ہو جاتے ہیں پھر اللہ انہیں ظلمت سے نکالکر روشنی اور نور میں لاتا ہے اور جو لوگ شیطان کی راہ اختیار کرتے ہیں وہ لوگ ظلمت کی طرف قدم زن ہو رہے ہیں اور ان کا ٹھکانہ آگ ہے

۲۴ ملکر نماز پڑھو | جیسے کہ حقہ کے پینے والے کو تنہا حقہ پینے میں مزہ نہیں آتا۔ ویسے ہی متقی آدمی کو تنہا خدا کی حمد گانے میں لطف حاصل نہیں ہوتا اس کے متعلق قرآن شریف فرماتا ہے کہ

اقیموا الصلوة واتوا الزکوة وارکعوا مع الرکعین

۲۵ خدا پر بھروسہ کرو | بندریہ کا بچہ اپنی ماں کی چھاتی کو چمٹ جاتا ہے۔ لیکن بلی کا بچہ ماں کو پکڑ نہیں سکتا بلکہ اس کے پاس ٹیوں ٹیوں کرتا رہتا ہے۔ اگر بندریہ بچے کو کہیں لیجانا چاہے۔ اور بچہ کا ہاتھ چھوٹ جائے تو وہ زمین پر گر پڑتا ہے اور اسے چوٹ لگتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ بچہ کو اپنے آپ پر بھروسہ ہوتا ہے لیکن بلی کا بچہ نہ ہی گرتا ہے اور نہ چوٹ کھاتا ہے کیونکہ بلی خود اسے منہ میں پکڑ کر جہاں چاہے۔ لیجاتی ہے۔ بس یہی فرق ہے اس آدمی میں جو اپنے آپ پر بھروسہ کرتا ہے اور اس آدمی میں جو خدا پر بھروسہ

رکھتا ہے اور اس کی مرضی پر اپنے آپ کو چھوڑ دیتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے۔

اللہ ولی الذین آمنو یخرجھم من الظلمت الی النور والذین کفروا اولیٰئھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمت اولئک اصحب النار ھم فیھا خلدون ۞ البقرہ ۳۳ ع۔ اللہ دوست ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے نکالتا ہے ان کو اندھیروں سے طرف روشنی کے اور جو لوگ کافر ہوئے دوست ان کے شیطان ہیں نکالتے ہیں روشنی سے طرف اندھیروں کے یہ لوگ ہیں رہنے والے آگ کے وہ بیچ اس کے ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

۲۶ متقی پر دنیا کا اثر نہیں ہوتا | چقمق پتھر ہزاروں سال پانی کے اندر پڑا رہے۔ لیکن اس کی اندرونی آگ زائل نہیں ہوتی۔ جس وقت چاہو۔ اسے نکال کر لوہے پر مارو۔ فی الفور اس میں سے چنگاری نکل پڑے گی۔ ایسا ہی سچا عابد اپنے ایمان میں پختہ ہوتا ہے خواہ وہ دنیا کی تمام ناپاکیوں میں گھرا رہے۔ اس کا ایمان اور عشق زائل نہیں ہوتا۔ جونہی وہ معبود مطلق کا نام سنتا ہے اسی وقت محویت کا عالم اس پر طاری ہو جاتا ہے۔ قرآن شریف میں بھی آیا ہے کہ۔

ثم قست قلوبکم من بعد ذالک فھی کالحجارۃ او اشد قسوۃ وان من الحجارۃ لما یتفجر منہ الانھر وان منھا لما یشقق فیخرج منہ الماء وان منھا لما یھبط من خشیۃ اللہ وما اللہ بغافل عما تعملون ۞..... پھر سخت ہو گئے دل تمہارے پیچھے اس کے پس وہ مانند پتھروں کے ہیں یا زیادہ سختی میں تحقیق بعضے پتھروں میں سے وہ ہیں کہ پھوٹ جاتے ہیں اور تحقیق بعضے ان میں سے وہ ہے کہ پھٹ جاتا ہے۔ پس نکلتا ہے ان میں سے پانی اور تحقیق ان میں سے البتہ وہ ہے کہ گر پڑتا ہے ڈر اللہ کے سے اور نہیں اللہ بے خبر اس چیز سے کہ جو تم کرتے ہو۔ یعنی پتھر سے بڑھ کر سخت چیز نہیں ہے۔ مگر بعض پتھروں سے بھی پانی نکلتا ہے

اسی طرح انسان خواہ کتنا ہی سنگ دل کیوں نہ ہو جائے پھر بھی اس میں نیکی کو قبول کرنے والی طاقت زائل نہیں ہو سکتی وہ قائم رہیگی۔ کیونکہ اگر اس کا قائم رہنا نہ ہوتا تو انبیاء و رسل کا آنا بے فائدہ ٹھہرتا۔

۲۷ خدا غیر محدود ہے | خدا کھانڈ کے پہاڑ کی مانند ہے۔ کوئی چھوٹی چیونٹی اس میں سے خفیف حصہ لیجاتی ہے۔ کوئی بڑا کیڑا اس میں سے چیونٹی سے کچھ زیادہ لے جاتا ہے۔ لیکن پہاڑ جوں کا توں ہی رہتا ہے۔ یہی حال خدا کے عابدوں کا ہے۔ وہ ایک ہی آلہی صفت کے ایک دانہ سے ہی سیر ہو جاتے ہیں۔ کسی میں یہ طاقت نہیں۔ کہ خدا کی جمیع صفات کو اپنے اندر لے سکے اس کے متعلق قرآن شریف نے کیا خوب فرمایا ہے۔ کہ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر ۞ الانعام ۱۳ ع۔ نہیں پاتیں اس کو نظریں اور وہ پاتا ہے سب نظروں کو اور وہ ہے باریک دیکھنے والا خبر دار۔ یعنی کوئی نظر خدا کا احاطہ نہیں کر سکتی کوئی ادراک اس کی تہ کو نہیں پہونچ سکتا وہ لا انتہا ہے اس لئے اس کی صفات بھی لا انتہا ہیں وہ غیر محدود ہے اس لئے اس کی صفات بھی غیر محدود ہیں۔

۲۸ اس کا خزانہ کبھی ختم نہیں ہوتا | جب کسی تھوک فروش کے گدام میں خریدار کو غلہ ناپ کر دیا جاتا ہے۔ تو نوکر غلہ کی ٹوکریاں بھر بھر کر لاتے جاتے ہیں۔ اور ناپنے والا متواتر ناپتا چلا جاتا ہے۔ یعنی ناپنے والا اپنی جگہ پر بیٹھا رہتا ہے۔ اور نوکر اسی ڈھیر میں سے ٹوکریاں بھر بھر کر دیتے جاتے ہیں۔ لیکن غریب خوردہ فروش کے پاس ملازم مطلق نہیں ہوتے۔ اور نہ ہی اس کے پاس غلہ کا انبار ہوتا ہے۔ اسی طرح خدا خود اپنے عابدوں کے دلوں میں خیالات الہام کرتا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عابدوں کے ہاں خیالات کی کمی نہیں ہوتی بلکہ برخلاف اس کے صرف کتابوں سے سیکھنے والے غریب خوردہ فروش کی طرح جلدی معلوم کر لیتے ہیں۔ کہ ان کا ذخیرہ علم ختم ہو چکا ہے سبحان اللہ قرآن مجید نے کیا خوب فرمایا ہے۔

واضرب لھم مثل الحیوۃ الدنیا کماء انزلنہ من السماء فاختلط بہ نبات الارض فاصبح ھشیما تذروہ الریح و کان اللہ علی کل شیئ مقتدرا المال والبنون زینۃ الحیوۃ الدنیا والبقیت الصلحت خیر عند ربک ثوابا و خیر املا ۞ الکھف ۶ ع) اور بیان کر واسطے مثال زندگانی دنیا کی مانند پانی کے اتارا ہم نے اس کو آسمان سے پس مل گئی ساتھ اس کے روئیدگی۔ زمین کی پس ہو گیا چورا چورا اڑاتی ہیں اس کو ہوائیں اور ہے اللہ اوپر ہر چیز کے قادر مال اور بیٹے آرائش ہیں زندگانی دنیا کی اور باقی رہنے والیاں نیکیاں بہتر ہیں نزدیک پروردگار تیرے کے ثواب میں اور بہتر ہے آرزو رکھنے میں۔

KHILAFAT LIBRARY

سبحان اللہ قرآن کریم نے کیا خوب فیصلہ فرمایا ہے کہ جس قدر دنیا کی آرائش کی چیزیں ہیں وہ سب ختم ہونے والی ہیں ہاں وہ چیز جو کبھی ختم نہیں ہوتی اور ہمیشہ بڑھتی ہی رہتی ہے وہ نیکی ہے۔

۲۹ خدا کی یاد میں استقلال سے کام لو | پیدائشی کسان زمین پر ہل جوتنا نہیں چھوڑتا۔ خواہ بارہ سال تک بارش کا قطرہ نہ گرے۔ جبکہ نیا جس نے ابھی زمین پر ہل جوتنا سیکھا ہے۔ ایک ہی دفعہ کے امساک باران سے بیدل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سچا ایماندار اگر زندگی بھر میں خدا کو نہ دیکھ سکے۔ تو ہرگز بے دل نہیں ہوتا

۳۰ طیب طیب سے محبت کرتا ہے | مکھیاں عموماً حلوائیوں کی مٹھائی پر بیٹھی رہتی ہیں۔ لیکن کوئی بھنگی سر پر میلے کا ٹوکرا اٹھائے گذرتا ہے۔ تو مکھیاں مٹھائی چھوڑ کر میلے پر جا بیٹھتی ہیں۔ لیکن شہد کی مکھی میلے پر کبھی نہیں بیٹھتی۔ اور ہمیشہ پھولوں کا عطر پیتی ہے۔ دنیا پرست عام مکھیوں کی طرح ہیں۔ کسی وقت وہ آلہی شیرینی کا مزہ چکھ لیتے ہیں

لیکن چونکہ ان کا فطرتی میلان میلے کی طرف ہوتا ہے اس لئے وہ پھر دنیا کے سنڈاس میں پھنس جاتے ہیں مگر خدا پرست آدمی ہمیشہ الٰہی خوبصورتی کے عجیب غور و خوض میں ہی محو رہتے ہیں۔

۳۱۔ سچا ایماندار وہ ہے جو زندگی میں ہی مرجاتے یعنی نفسانی خواہشات کو ایسا مار دے جیسا کہ مردے مرجاتی ہیں۔ ان ہر سہ امور کے متعلق قرآن مجید فرماتا ہے۔

ام حسبتم ان تدخلوا الجنة ولما یاتکم مثل الذین خلوا من قبلکم مستہم البأساء والضراء و زلزلوا حتی یقول الرسول والذین اٰمنوا معہ متی نصر اللہ الا ان نصر اللہ قریب البقرہ ع۔ کیا گمان کیا تم نے یہ کہ تم داخل ہو بہشت میں اور ابھی نہیں آئی تم کو حالت ان لوگوں کی کہ گذری پہلے تم سے لگی ان کو سختی اور بیماری اور ہلائے گئے یہاں تک کہ کہا پیغمبر نے اور جو لوگ کہ ایمان لائے ساتھ اس کے کب ہوگی مدد اللہ کی خبردار ہو تحقیق مدد اللہ کی قریب ہے۔ قرآن شریف نے کیا خوب فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور اس کے معرفت کے لئے بہت مجاہدوں کی ضرورت ہے۔ بدون مجاہدوں اور کوششوں کے انعام و اکرام نہیں مل سکتے۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خواہ کتنی ہی تکالیف کیوں نہ اٹھانی پڑیں۔ مگر اس بندے کو اس سے منہ نہیں موڑنا چاہئے۔ اور ہر آن اپنے قدم کو آگے ہی بڑھانا چاہئے جب تک اس کے راستہ میں اپنے آپ کو نہ کھو یا جائے۔ تب تک اس کو یہ اثر نہیں ملے گا۔

۳۲۔ عابد کا سینہ ہر وقت معمور رہتا ہے | عابد کا دل دیا سلائی کی طرح ہوتا ہے خدا کا ذرا سا نام لینے سے اس کے دل میں محبت کی آگ بھڑک اٹھتی ہے لیکن دنیا پرست کا دل لالچ اور ہوس میں بھیگی ہوئی دیا سلائی کی مانند ہوتا ہے۔ اس لئے خدا کا نام ہزار مرتبہ لینے سے بھی اس کی الٰہی محبت کی آگ

چھوتی بھی نہیں۔ اس کے متعلق قرآن مجید نے کیا خوب فرمایا ہے

فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیہا اسمہ یسبح لہ فیہا بالغدو والاٰصال ۔ بیچ گھروں کے حکم کیا اللہ نے یہ کہ بلند کیا جاوے اور یاد کیا جاوے بیچ اس کے نام اس کا تسبیح کرتے ہیں واسطے اس کے بیچ اس کے صبح کو اور شام کو ۔

او کظلمٰت فی بحر لجی یغشٰہ موج من فوقہ موج من فوقہ سحاب ظلمٰت بعضہا فوق بعض اذا اخرج یدہ لم یکد یرٰہا ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور۔ النور ع۔ یا مانند اندھیروں کے ہیں بیچ دریا عمیق کے ڈھانکتی ہے اس کو موج اوپر اس کے موج ہے اوپر اس کے بادل ہے۔ اندھیرے ہیں بعض ان کے اوپر بعضوں کے جس وقت نکالے ہاتھ اپنا نہیں نزدیک کہ دیکھے اس کو اور جو کوئی کہ نہ کرے اللہ واسطے اس کے نور۔ پس نہیں واسطے اس کے کچھ نور یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نور سے دور ہو جائیں ان کے لئے سوائے محرومی کے اور کچھ نہیں ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

۳۳۔ مقصد لے لو معنی نکال لو اور سیپ کو پھینک دو۔ گرو نے جو منتر (ورد) سکھایا ہے۔ اسی کا وظیفہ کرو۔ اور اگر تمہاری عقل کے مطابق کوئی گمزوری ہو تو اس کا خیال نہ کرو اس کے متعلق قرآن مجید فرماتا ہے۔

یا ایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین سورۃ توبہ ع۔ اے ایمان والو تقویٰ کرو اور ہو جاؤ ساتھ سچوں کے۔

۳۴۔ خدا کا نور ظلمت کو دور کرتا ہے | صدیوں کی تاریکی اس کمرے سے دور ہو جاتی ہے جہاں میں روشنی رکھدی جاتی ہے۔ اسی طرح لاتعداد قسم کا مجموعہ جہالت اور مکر و ادیان فاسد خلق کی ایک ہی نظر سے دور ہو جاتی ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ نور السمٰوات والارض۔ اللہ ہی ہے

نور آسمانوں اور زمین کا دنیا میں جس قدر اجالا روشنی نور اور نیکی ہے وہ سب اللہ ہی سے ہے اور اس کی نظر عنایت سے صدیوں کی تاریکیاں اور جہالتیں ایک آن واحد میں دور ہو جاتی ہیں۔

۳۵۔ خدا کے نور سے بدقسمت محروم رہتے ہیں | جب ملایا نسیم (Malaya) کی ہوا چلتی ہے۔ تو تمام ٹھوس درخت صندل کے درخت بن جاتے ہیں۔ مگر جو ٹھوس نہیں ہوتے۔ مثلاً بانس کیلا و کھجور وغیرہ وہ بدستور ویسے ہی رہتے ہیں۔ ان پر اس ہوا کا کچھ اثر نہیں پڑتا۔ اسی طرح جب الٰہی نزول کا فضل ہوتا ہے۔ تو وہ لوگ جن میں ایمان اور نیکی کا مادہ ہوتا ہے۔ دفعتہً مقدس بن جاتے ہیں۔ لیکن نکمے دنیا پرست جوں کے توں رہتے ہیں

۳۶۔ جیسے کہ صبح طلوع آفتاب کی خوشخبری دیتی ہے اسی طرح بے غرض پاکیزگی راستبازی وغیرہ خدا کے نزول سے پہلے اترتی ہے۔ اس کے متعلق قرآن مجید نے کیا خوب فرمایا ہے

وھو الذی یرسل الریح بشرا بین یدی رحمتہ حتی اذا اقلت سحابا ثقالا سقنٰہ لبلد میت فانزلنا بہ الماء فاخرجنا بہ من کل الثمرٰت کذٰلک نخرج الموتٰی لعلکم تذکرون ۔ اور وہ ہے جو کہ بھیجتا ہے باؤں کو خوشخبری دینے والی۔ آگے رحمت اس کی یہاں تک کہ جب اٹھاتی ہیں۔ بادل بھاری کو ہانک لیجاتے ہیں۔ ہم اس کو طرف شہر مردہ کے پس اوتارتے ہیں۔ ہم ساتھ اس کے پانی پس نکالتے ہیں ہم اس سے ہر طرح کے میوے۔ اسی طرح نکالینگے ہم مردوں کو تاکہ تم نصیحت پکڑو۔

یعنی خدا کی نظر عنایت سے مردے زندہ ہوتے ہیں۔ اور جب وہ اپنے فضل سے اچھی ہوائیں کو بھیجتا ہے جو بادلوں کو خشک بستیوں پر جاکر برساتی ہیں۔ اور اس سے مردہ شہر پھر زندہ ہو جاتے ہیں۔ ان میں لذیذ پھل بھی ہوتے ہیں اور حنظل بھی۔ صدیوں کی بارشیں بھی حنظل کو میٹھا نہیں

بنا سکیں۔ بارش سے پہلے خوشگوار ہوا چلتی ہے۔

۳۷۔ **فضل سے نجات** میدان میں اگر تھوڑا پانی موجود ہو۔ خواہ اسے کوئی استعمال کرے یا نہ کرے وہ خود بخود خشک ہو جاتا ہے اسی طرح بعض گنہگار بھی صرف خدا کی رحم اور فضل اپنے آپ کو چھوڑ کر پاک ہو جاتے ہیں ویدوں کے ماننے والا یہ ہر گز نہیں کہیگا۔ قرآن مجید اس کے متعلق فرماتا ہے کہ۔ الم تر الی الذین یزکون انفسھم۔ بل اللہ یزکی من یشآء ولا یظلمون فتیلا ۵ النسآء ع ۲۔ کیا نہ دیکھا تو نے طرف ان لوگوں کے پاک کہتے جانوں اپنی کو بلکہ اللہ ہی پاک کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور نہ ظلم کئے جائیں گے ایک تاگے کے برابر بھی اب غور فرمادیں کہ کیا یہ مہنس صاحب ویدوں کی تتبع کر رہے ہیں یا قرآن مجید کی ویدوں کا عقیدتمند ہر گز یہ بات نہیں کہیگا کہ خدا ہی پاک کرتا ہے۔ بلکہ وہ تو اپنے سب سکھ کو اپنے پچھلے جنم کے اعمال پر موقوف سمجھیگا۔

KHILAFAT LIBRARY

۳۸۔ **ایمان کی برکتیں** ایک آدمی دریا پار جانا چاہتا تھا ایک ولی نے اسے تعویذ دیکر کہا۔ کہ یہ ہاتھ میں رکھ لو۔ اور تم دریا پہ چل کر پار پہنچ جاؤگے۔ اس نے تعویذ ہاتھ میں لے لیا۔ تو بیچ بیچ دریا پہ چلنے لگا۔ جب دریا کے درمیان پہنچا۔ تو اس کے جی میں خیال آیا۔ کہ دیکھوں تو سہی۔ اس تعویذ میں کیا ہے۔ جس کے زور سے میں پانی میں چل رہا ہوں اس نے تعویذ کھول کر دیکھا تو اس پر صرف نام لکھا ہوا تھا یہ دیکھکر اس نے کہا۔ کہ بس یہی بھید ہے یہ کہنا تھا کہ وہ دریا میں غرق ہو گیا۔ بلاشبہ خدا کے نام پر پختہ ایمان رکھنے سے انسان معجزے کر سکتا ہے۔ کیونکہ ایمان زندگی ہے اور شک موت ہے۔ قرآن مجید نے کیا خوب فرمایا ہے۔ افمن حق علیہ کلمۃ العذاب افانت تنقذ من فی النار ۵ لکن الذین اتقوا ربھم لھم غرف من فوقھا غرف مبنیۃ تجری من تحتھا الانھٰر وعد اللہ لا یخلف اللہ المیعاد ۵

کیا پس جو شخص کہ ثابت ہوئی اوپر اس کے بات عذاب کیا پس تو خلاص کریگا انکو جو بیچ آگ کے ہیں۔ لیکن وہ لوگ کہ ڈرتے ہیں پروردگار اپنے سے واسطے ان کے بالاخانے اوپر ان کے بالاخانے ہیں بنے ہوئے چلتی ہیں نیچے نہریں وعدہ کیا ہے اللہ نے نہیں خلاف کرتا اللہ وعدہ کو۔

یعنی وہ لوگ جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے۔ ان کے لئے عذاب ہے مگر وہ لوگ جو اللہ پر ایمان لائے ہیں۔ ان کے لئے ہر طرح کا آرام اور سکھ اور بہشت بریں ہے۔ غور کرو کہ اس جگہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے درجات کو کس طرح کھول کھول کر ظاہر فرمایا ہے درحقیقت ایمان بڑی نعمت ہے جس کے حصول کے لئے انسان کو ہر وقت سعی جمیلہ سے کام لینا چاہیئے ؎

۳۹۔ **عامل بنو** واعظ صاحب! فرمائیے تو سہی کیا آپ کو اپنی حکومت کی سند اور وردی مل چکی ہے۔ جیسے کہ بادشاہ کا ادنیٰ ملازم بھی جب سرکاری وردی پہنے ہوتا ہے۔ تو لوگ اسے عزت سے دیکھتے اور انکے دہشت کھاتے ہیں۔ اور وہ بڑے بڑے فساد اپنی وردی دکھا کر روک دیتا ہے۔ اسی طرح واعظ صاحب آپ کو بھی پہلے خدا کے ہاں سے وردی یعنی سند حاصل کرنی چاہئے۔

جب تک تجھے الہام ہوتا ہو خود عمل کرکے مکالمہ الٰہیہ سے مخاطب نہیں ہوتا۔ تب تک تو عمر بھر وعظ کرتا پھر تیری محنت ضائع جائیگی۔ اس کے متعلق قرآن مجید نے کیا خوب فرمایا ہے۔

اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتاب افلا تعقلون ۵ البقرہ ع ۵۔ کیا حکم کرتے ہو لوگوں کو ساتھ بھلائی کے اور بھولے جاتے ہو جانوں اپنی کو اور تم پڑھتے ہو کتاب کیا پس نہیں سمجھتے ہو۔ اس جگہ قرآن مجید نے کیا صاف فرمایا ہے کہ تم لوگوں کو ہزار دفعہ نیکی کا وعظ کرو۔ اگر تم خود نیکی پر قدم زن نہیں ہوگے تو تمہاری وعظ و نصیحت کا کچھ بھی اثر نہیں ہوگا خواہ تم تمام عمر وعظ کرتا رہو۔

۴۰۔ **گنہگار بھی سزا بھگت کر بہشت میں چلا جائیگا** کوئی آدمی مطلق بھوکا نہیں رہتا بعض نو بجے کھانا کھاتے ہیں۔ بعض دوپہر کو۔ بعض دو بجے کھانا کھاتے ہیں۔ اور بعض شام کو۔ اسی طرح بعض جلدی اور بعض دیر۔ ایک نہ ایک وقت خدا کو ضرور پالینگے ؎ اس کے متعلق قرآن مجید فرماتا ہے قل لمن ما فی السمٰوٰت والارض قل للہ کتب علی نفسہ الرحمۃ لیجمعنکم الی یوم القیٰمۃ لا ریب فیہ الذین خسروا انفسھم فھم لا یؤمنون ۵ انعام ع ۲۔ کہ واسطے کس کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور زمین کے ہے کہہ واسطے اللہ ہی کے ہے لکھی ہے اس نے اوپر ذات اپنے کے مہربانی البتہ اکٹھا کریگا تم کو طرف دن قیامت کے نہیں شک بیچ اس کے جس نے ٹوٹا دیا جانوں اپنی کو پس وہ نہیں ایمان لاتے اس جگہ صاف فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات رحمت ہے اور وہ اپنے بندوں پر رحمت سے کام لیگا مگر ایک ویدوں کا عقیدتمند ہرگز یہ نہیں کہیگا۔ کہ ایشور اپنے دیالتا (مہربانی) سے پیش آئیگا۔ بلکہ وہ تو یہی کہیگا۔ کہ میں اپنے اعمال کے بھروسہ سے ہی نجات حاصل کروں گا۔ مگر دیکھو اس کے متعلق برہمنس صاحب کا وہی عقیدہ ہے جو قرآن مجید کا ہے اس سے آپ اندازہ لگالیں کہ پرہنس صاحب نے اپنا گیان کہاں سے حاصل کیا۔

۴۱۔ **سوال۔ کیا جنیو (مذہبی دھاگا) پہنا درست ہے؟** جواب جب خدا کا عرفان حاصل ہو جائے۔ تو تمام زنجیریں خود بخود ٹوٹ جاتی ہیں۔ پھر وہاں برہمن یا شودر اونچی ذات یا نیچی ذات کی کوئی تمیز نہیں رہتی۔ اس حالت میں جنیو خود بخود ٹوٹ پڑتا ہے ؎

۴۲۔ **خدا کی معرفت سے ہر ایک اپنی طاقت کے مطابق حصہ لیتا ہے** سورج کی روشنی خواہ ہر ایک جگہ یکساں ہوتی ہے۔ لیکن شفاف اشیاء مثلاً پانی

آئینہ۔ یا چمکدار چیزوں پر اس کا پورا عکس پڑتا ہے۔ یہی حال الٰہی نور کا ہے۔ وہ تمام دلوں پر یکسان اور برابر پڑتا ہے۔ لیکن صرف نیک و مقدس لوگوں کے پاک اور صاف دل میں اس کا پورا عکس ظہور پذیر ہوتا ہے اس کے متعلق قرآن شریف فرماتا ہے۔ کہ۔

اللہ نور السموٰت والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح الخ سورۃ النور ع۵۔ اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا مثال نور اس کے کے مانند طاق کے ہے بیچ اس کے چراغ ہو۔ جب صاف آئینہ پر روشنی پڑتی ہے تو اس کا کچھ اور ہی لطف ہوتا ہے اور اس کی آب و تاب دوچند ہو جاتی ہے جب وہی روشنی اور جگہ پڑتی ہے تو پھر اس کی اور حالت ہوتی ہے۔

۴۳۔ عابد دنیا میں رہے مگر دنیا عابد میں نہ رہے

کشتی پانی میں بیشک ٹھہری رہے مگر پانی کشتی میں نہ ٹھہرنا چاہیے۔ خدا کا متلاشی دنیا میں بیشک رہے مگر دنیا اس کے اندر نہیں رہنی چاہیے جیسا کہ قرآن مجید میں وارد ہے۔

وما ھٰذہ الحیٰوۃ الدنیا الا لھو ولعب وان الدار الاٰخرۃ لھی الحیوان لو کانوا یعلمون العنکبوت ع۷۔ اور نہیں یہ زندگانی دنیا کی مگر کھیل اور مشغولہ اور تحقیق گھر آخرت کا البتہ وہی زندگانی اگر ہوتے جانتے۔

مطلب یہ کہ دنیا کی کھیل دکود میں دل نہیں لگانا چاہیے اور آخرت کی فکر کرنی چاہیے اور کوئی سانس بھی خدا کی یاد سے خالی نہیں ہونا چاہیے

۴۴۔ مگر نماز پڑھو جھکیا در جھکتے ہیں۔ تو بھی وہاں جھک جا۔ کیونکہ جہاں اتنے دل سجدے میں گرے ہوں۔ وہاں خداتعالیٰ ضرور اپنے آپکو ظاہر کرتا ہے۔ کیونکہ خدا رحیم ہے۔ قرآن شریف میں وارد ہے ؛

اقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الراکعین قائم کرو نماز کو اور دو زکوٰۃ اور جھکو ساتھ جھکنے والوں کے۔ دیکھیے اس جگہ پر ہنس نے قرآن شریف کی اس آیت کو ہی لیا ہے اور پرہنس نے صاف فرمایا ہے کہ خدا رحیم ہے مگر ایک تناسخ کے ماننے والا یہ ہرگز نہیں کہیگا کہ خدا رحیم ہے۔

۴۵۔ الہام سے خدا کی مکمل معرفت ہوتی ہے جو شخص کسی کو خدا کا خیال صرف پڑھ کر دیتا ہے وہ ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ کوئی کسی کو بنارس کا خیال صرف نقشہ پر دکھلا کر ذہن نشین کرتا ہے۔ سبحان اللہ قرآن مجید نے کیا خوب فرمایا ہے ؛

مثل الفریقین کالاعمیٰ والاصم والبصیر والسمیع ھل یستویٰن مثلا افلا تذکرون سورہ ہود ع۲۔ مثال دونوں فرقوں کی جیسے ایک اندھا اور بہرا ہو اور دوسرا دیکھنے والا اور سننے والا ہو کیا دونو برابر ہوتے ہیں ؛

۴۶۔ خدا کی یاد بہت کرو اس کل جگ کے مناسب حال سچی عارفانہ روحانی عبادت یہ ہے۔ کہ خدائی محبت کے نام کی تکرار کی جاوے۔ قرآن شریف فرماتا ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقھم بعض الذی عملوا لعلھم یرجعون ع۴۔ پھیل گیا فساد بیچ جنگل کے اور دریا کے سبب اس چیز کے کہ کمایا ہے ہاتھوں لوگوں کے نے تاکہ چکھاوے انکو بعض اس چیز کا کہ کرتے ہیں تاکہ وہ پھر آدیں۔ یعنی اس فیج موج کے زمانہ میں دنیا کی محبت سے دل سرد کرکے خدا سے لو لگانی چاہیے۔

۴۷۔ خدا پر پختہ ایمان ہونا چاہیے خدا سے اس طرح دعا مانگ کر۔ اے میرے خدا مجھے وہ محبت عطا کر۔ جس میں بے ثباتی نہیں ہے۔ اور وہ ایمان بخش۔ جو کبھی ڈھیلا نہ پڑے ؛

الحمد للہ رب العٰلمین۔ الرحمن الرحیم۔ مالک یوم الدین۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیھم ہ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ہ سب تعریفیں واسطے رب کے ہیں جو پروردگار عالموں کا بخشش کرنے والا۔ مہربان مالک دن جزا کا ہے۔ تجھی کی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں ہم دکھا ہم کو راہ سیدھی ان لوگوں کی کہ نعمت کی ہے تونے اوپر ان کے۔ سوائے ان کے کہ غضب کیا ہے اوپر ان کے اور نا گمراہوں کی ؛

صاف ظاہر ہے کہ جیسا مضبوط اور زبردست ایمان انبیاء و رسل اور رشیوں و منیوں کا ہوتا ہے ایسا اور کسی اور شخص کا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے قرآن مجید نے ہدائت فرمائی۔ کہ تم اپنے خدا سے یہ دعا مانگو۔

صراط الذین انعمت علیھم۔ ان لوگوں کا راستہ دکھا۔ ان لوگوں کا ایمان بخش۔ جن پر تیرے انعام و اکرام نازل ہوئے۔ انبیاء و رسل یا رشیوں وغیرہ سے بڑھکر اور کوئی زیادہ انعامات سے مستفیض نہیں ہو سکتا۔ سو اسلام نے ہمیں یہ ہدائت فرمائی کہ تم بھی ایسے ہی ایمان اور ایسے ہی انعامات حاصل کرنے کی دعا مانگو۔ دنیا کے اور کسی مذہب نے انسان کو ایسی دعا نہیں سکھلائی ؛

لوگوں راہ راست پر لانے کی تڑپ آپکو خدا سے اسقدر محبت تھی۔ کہ اگر کوئی آدمی آپ کے سامنے آکر خدا کا نام لیتا۔ تو آپ کی زبان سے بے ساختہ آہ نعرہ نکل جاتا۔ آپ کو اشاعت توحید کا اسقدر شوق تھا۔ کہ بعض اوقات وعظ تلقین کرتے کرتے آپ کا گلا بیٹھ جاتا۔ آواز پھٹ جاتی۔ اکثر اوقات لوگ منع کرتے۔ کہ اسطرح آپ بیمار ہو جائیں گے۔ مگر آپ اس کے جواب میں یہ کہتے کہ اگر میں اسطرح ہزار بار مر کر بھی ایک روح کو راہ راست پہ لے آؤں تو وہ ہزار دفعہ کی موت نہیں بلکہ زندگی ہے۔ اس سے آپ صاف اندازہ لگالو۔ کہ آپکے دل میں مخلوق کو راہ راست پر لانے کے لئے کسقدر تڑپ تھی۔ آپ کو پرلوک سے اسقدر محبت تھی۔ کہ آپ مشتاق اور بیقرار ہو جاتے تھے

KHILAFAT LIBRARY

میں بانٹ کر بہت ہی خوش ہوتے ٭

سوامی ووِیکانند جو سری رام کرشن پرمہنس کے نہایت ہی مشہور و معروف شاگرد ہوئے ہیں۔ جنہوں نے امریکہ جاکر پرمہنس کے مشن کو پھیلانے میں بہت گرم جوشی سے کام لیا۔ اور جنہیں پرمہنس کے مشن پھیلانے کا خاص عشق تھا

سوامی ووِیکانند سری رام کرشن پرمہنس کا شاگرد کیسے بنا؟

وہ جب پہلے پہلے پرمہنس کے پاس ملنے کے لئے آئے۔ تو انھوں نے دیکھا۔ کہ پرمہنس کی زبان بہت سادہ ہے۔ اور وہ نہایت ہی سیدھی سادی باتیں کرتے ہیں جس میں تکلف کو کچھ دخل نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے کہ فی زمانہ بنگال میں دہریت کا بہت زور ہے۔ اور لوگوں کا خدا پر بہت ہی کم ایمان ہے۔ اس لیے سوامی ووِیکانند نے سب سے پہلے پرمہنس سے یہ سوال کیا کہ کیا آپ کو خدا پر ایمان ہے؟ پرمہنس نے کہا۔ کہ ہاں۔ سوامی ووِیکانند نے کہا۔ کہ کیا آپ نے خدا کو کبھی دیکھتے ہیں۔ پرمہنس صاحب نے جواب دیا۔ کہ ہاں میں خدا کو اسی طرح دیکھ رہا ہوں۔ جیسے تم کو۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ صفائی کے ساتھ۔ یہ الفاظ سنتے ہی سوامی ووِیکانند تو حیران اور دنگ رہ گیا۔ کیونکہ اس کی زندگی میں یہ پہلا موقعہ تھا۔ کہ وہ ایک شخص کی زبان سے اسطرح ذات باری تعالیٰ کی ہستی کے متعلق وثوق اور یقین سے سن رہا تھا۔ کیونکہ اول تو اس لحاظ سے بنگال میں روحانیت کی بجائے مادہ پرستی کا دور دورہ تھا۔ دوم اس لحاظ سے کہ سوامی ووِیکانند جن لوگوں میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ بھگوان نے شروع دنیا میں تو کلام کیا۔ مگر اب وہ کسی شخص سے کلام نہیں کرتا۔ خواہ کوئی کتنا ہی اس کی طلب میں دیوانہ کیوں نہ ہو۔ خواہ کیسا احسن طریقہ سے وہ خدا تعالیٰ کے احکام کو بجا لائے۔ مگر وہ نہ تو خدا سے کلام کر سکتا ہے اور نہ ہی خدا کے درشن کر سکتا ہے۔ اور پھر اس پر مادہ پرستی کا اور اضافہ۔ تو دریں حال تو خدا کی ہستی کا قطعی منکر ہو جانا لازمی امر ہے۔ اس لئے جب سوامی ووِیکانند نے سب سے پہلے پرمہنس کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنے۔ کہ میں خدا کو اس سے بھی زیادہ صفائی سے دیکھ رہا ہوں۔ جس صفائی سے کہ میں تجھے دیکھ رہا ہوں یہ الفاظ اسقدر کشش آمیز اور جادو اثر تھے۔ جس کے سنتے ہی سوامی ووِیکانند تو سو جان سے قربان ہو گیا وہ شخص جسے پہلے خدا کی ہستی پر بھروسہ نہ تھا۔ مگر ایشور کے بھگت کی ست سنگت (صحبت صالح) سے اُسے ایشور کا یقین ہو گیا۔ اور نہ صرف یقین ہوا بلکہ وہ اس مشن کی اشاعت میں دیوانہ وار ساعی ہوا۔ اور ہندوستان چھوڑ کر امریکہ میں اس سندیسہ و پیغام کو پہنچانے کے لئے جا پہنچا۔ ساکنان انگلینڈ اور اہل امریکہ کو اس تعلیم سے بہرہ ور کیا۔ پرمہنس کے ویسے تو بہت سے مرید تھے۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے اپنے تن من دھن کو اپنے گورو کے مشن کی اشاعت کے لئے ہی وقف اور قربان کر دیا تھا۔ ان کی تعداد صرف بیس تھی جن میں سے بعض نہایت ہی اعلیٰ خاندان سے تھے اور بعض بہت ہی اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے۔ ان کو اپنے گورو کے مشن کے پھیلانے کا اسقدر شوق نہیں نہیں عشق تھا۔ کہ سب بغیر تنخواہ کام کرتے تھے۔ دن کو تبلیغ کرتے۔ اور رات کو گاؤں سے بھیک مانگ کر گذارہ کرتے تھے اور بعض اعلیٰ خاندان کے پرچارک تو اکثر اوقات اپنے گاؤں سے جہاں وہ پیدا ہوئے جائداد کے مالک مگر اس لگن اور جذبہ عشق میں آ کر دن کو تبلیغ کرتے اور رات کو بھیک مانگ کر گذارہ کرتے۔ اکثر دل چلے بیس ہزار فٹ کی برفانی بلندی کو پھلانگ کر تبت جا پہنچے۔ نہیں نہیں سات سمندروں کو چیر کر ولایت میں بھی جا براجے۔ اور امریکہ اور انگلینڈ میں اپنے گورو کے مشن کو پہنچایا۔ بعض پکڑے گئے۔ قید میں رہے۔ مگر بعد میں بے گناہ ہونے کے باعث رہا کئے گئے۔ مگر نہ پہاڑوں کی بلندی نہ سمندروں کا بے انتہا پاٹ نہ کالے کوسوں کی مسافت نہ بھوک کا دکھ نہ قید کی تکلیف انہیں اپنے گورو کے مشن کے پھیلنے سے باز رکھ سکتی تھی۔ اپنے گورو کے مشن کو اوروں تک پھیلانے کے لئے ان کے آگے سمندر خشکی بن گیا۔ پہاڑ رائی کے گالے ہو گئے۔ دور کی مسافت گھر سی منزل بھوک راحت کا ذریعہ اور قید خوشی کا گہوارہ بن گیا ٭

آؤ اب ہم ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈالیں۔ اور دیکھیں کہ اس زمانہ میں خدا کے پیارے مسیح کا ظہور ہوا۔ وہ پیارا مسیح جسکی انتظار رام کے لئے بڑے بڑے اکابر ترستے تھے۔ وہ پیارا مسیح جسکے لئے بڑے بڑے مہاتما۔ انبیاء۔ رشیوں نے خبر دی۔ وہ ہم میں آیا ہمیں اپنے درشن دکھا کر نورانی صورت سے منور کر کے ہمیں حیوان سے انسان اور انسان سے باخدا انسان بنا کر چلا گیا مگر ہم میں سے کتنے ہیں جنکے دلمیں یہ لگن ہو کہ ہم نے اپنے گورو کے پریم سندیسہ کو لوگوں تک پہنچانا ہے کتنے ہیں جو اس راہ میں بھوک اور تکالیف کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ آہ کتنے ہیں جنکے سینہ میں اس لگن کی چنگاری سلگ رہی ہو۔ آؤ ہم اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھیں شاید آپ لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہو۔ کہ ہمیں اپنے پیارے مسیح کی تعلیم اسقدر عزیز اور پیاری ہے۔ کہ ہم نہیں چاہتے کہ یہ عزیز اور پیاری چیز کسی اور کے پاس بھی جائے۔ اگر یہ بات ہے تو آپ سخت غلطی پر ہیں۔ یہ محبت ایسی نہیں جو تقسیم ہونے سے کم ہو سکے۔ بلکہ یہ اس اناج کے دانہ کی طرح ہے جو ایک بویا جائیگا۔ تو سینکڑوں پیدا ہو جائینگے۔ غرضیکہ ہم اس محبت کا جسقدر بھی وعظ کرینگے۔ خدا کے فضل سے اسیقدر اس محبت اور اخلاص میں اضافہ ہوتا جائیگا۔ قرآن شریف ہمیں بخل اور کنجوسی کی تعلیم نہیں دیتا۔ کیا آپ نے کبھی یہ سنا کہ فلاں استاد کے پڑھانے کی وجہ سے اس کی تعلیم میں کمی آگئی۔ ہرگز نہیں وہ علم جو پیارے مسیح کے ذریعہ ہمیں پہنچا ہم جتنا بھی خرچ کریں گے۔ خدا کے فضل سے اتنا ہی زیادہ ہوگا مسیح ہمیں ایسا خزانہ نہیں دے گیا۔ جو خرچ کرنے سے ختم ہو جائے بلکہ میں دعوے سے کہتا ہوں۔ کہ آپ اس میں سے جتنا بھی خرچ کریں گے۔ اُس سے کئی گنا زیادہ اور زیادہ ہوتا جائیگا میرا یہ ایمان ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں پرمہنس زندہ ہوتے تو وہ ضرور حضرت مسیح موعود کے قدم لیتے۔ تو جب پرمہنس کے چیلوں میں اپنے گورو کے مشن کی اشاعت کے لئے یہ نہ مٹنے والا جوش اور یہ نہ ختم ہونیوالا اخلاص جسکے سامنے نہ پہاڑوں کی بلندی روک ہو سکی نہ سمندر کا پاٹ حائل ہو سکا۔ اور نہ بھوک کی تکلیف مانع ہو سکی۔ تو اس اندازہ لگالو۔ کہ ہمیں مسیح موعود کا سندیسہ لوگوں تک پہنچانے کے لئے کسقدر سعی کی ضرورت ہے۔ خدا ہمیں توفیق عطا فرماوے۔

بزرگوں کی آخری نصیحت

اگر تم دنیا میں ہر ایک قسم کی بیماری سے بچنا چاہتے ہو تو امرت دھارا کو ہمیشہ پاس رکھنا!

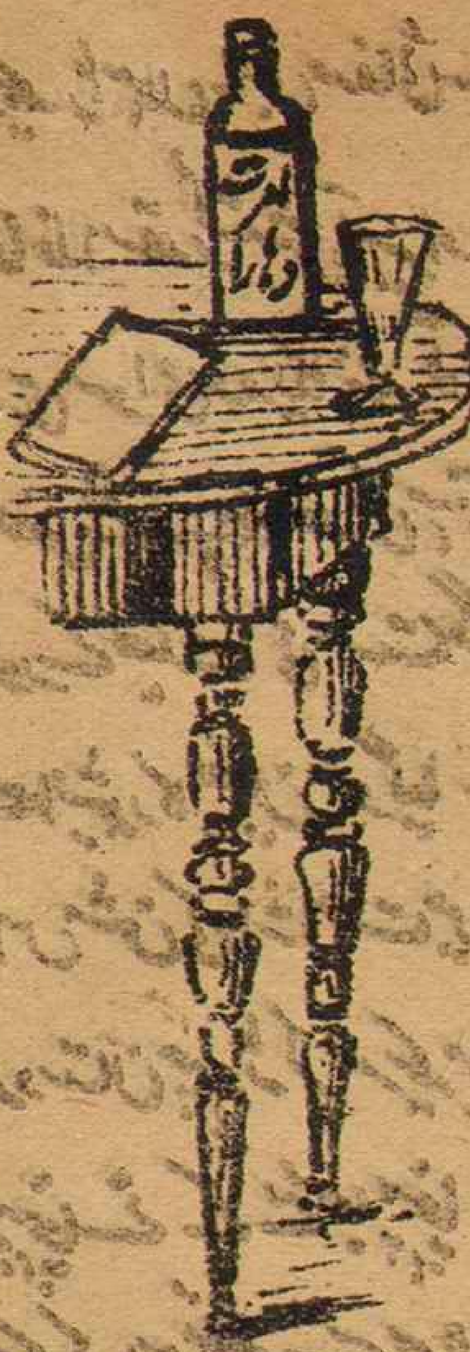

شری سوامی نتیانند جی سرستی راج اپدیشک مرحوم نے

تحریر فرمایا۔ آپ کی بنائی ہوئی امرت دھارا کا میں نے اور دیگر سجنوں نے استعمال کر کے دیکھا ہے۔ سچ مچ رام بان اوشدھی ہے جن امراض کا آپ نے ذکر کیا ہے ان میں سے چند پر استعمال کیا تو جیسا لکھا ہے ویسا پھل پایا میری رائے میں ہر شخص کے پاس یہ امرت دھارا ضرور ہی رہنی چاہیے۔

جناب حکیم وید بھوشن پنڈت ٹھاکر دت صاحب شرما وید ایڈیٹر طبی اخبارات دیش اپکارک وید امرت مصنف ومتعدد رسالہ جات طبی کی ایجاد کردہ

رجسٹرڈ امرت دھارا رجسٹرڈ

[illegible]

بیس ہزار استعمال کرنے والوں کی متفقہ آواز ہے

[illegible]

احتیاط

[illegible]

مینیجر امرت دھارا اوشدھالیہ امرت دھارا بلڈنگس۔ امرت دھارا روڈ۔ امرت دھارا ڈاکخانہ لاہور